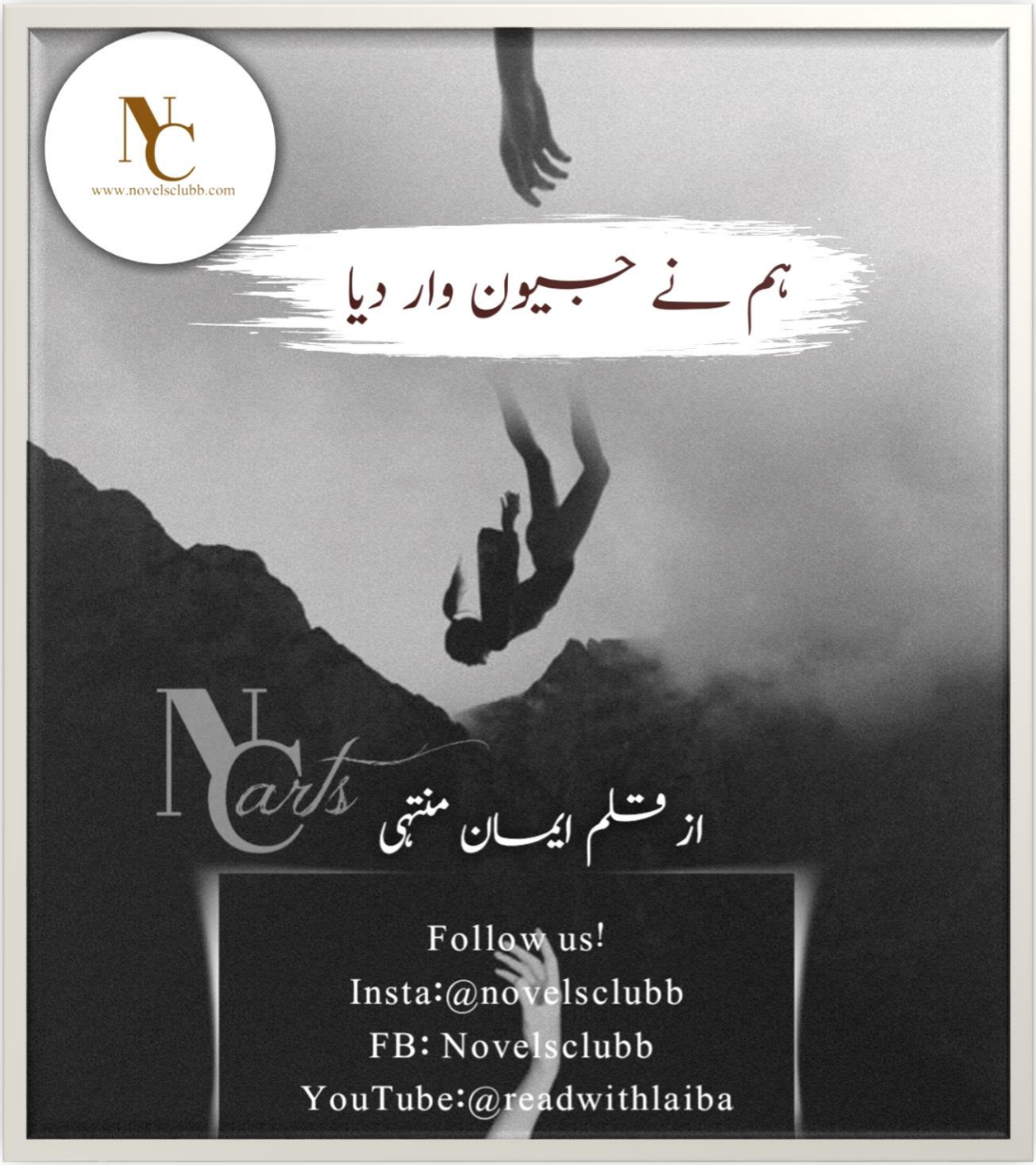
www.novelsclubb.com
ہم نے جیون وار دیا
Arts
از قلم ایمان منتہی
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ہم نے جیون وار دیا

از قلم

ایمان منتہی

www.novelsclubb.com

انتساب!

جن کی بے پناہ محبت اور ہم قدمی نے میرے خوابوں کی تکمیل کو ممکن بنا دیا

جن کا حوصلہ کٹھن اندھیری راہوں میں میرے لئے راہنما بنا

جن کی بدولت میرے لئے گر کر اٹھنا آسان ہوتا گیا

والدِ محترم کے نام

www.novelsclubb.com

ڈرا نہیں سکتا ہم کو اندھیرا، ہم اماوس میں چاند رکھتے ہیں

جو بھول جائیں رستے، تو انہی رستوں پر رہبر رکھتے ہیں

پیش لفظ

السلام علیکم ڈیئر ریڈرز۔

'خونِ جگر ہونے تک' کے بعد صفحہ قرطاس پر یہ میری دوسری تحریر ہے۔

'ہم نے جیون وار دیا'

اس کہانی کو لکھنا بہت کٹھن تھا۔ میں اسے شروع کرتے ہوئے جتنی پر جوش تھی، آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کہانی اور اس کے کرداروں کے ساتھ انصاف کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جتنا وقت اس کہانی نے ابھرنے میں لیا، یہ اتنی ہی میرے دل کے نزدیک ہے۔ یہ کردار مجھے اتنے محبوب ہو چکے تھے کہ ان کی اذیتیں خود پر گزرتی محسوس ہوئیں۔ شائد میں کبھی الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں گی جو اہمیت یہ کردار اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ

میری بہترین کاوش ہے لیکن ہاں، میں نے اسے بہترین بنانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ میری کوشش کتنی کامیاب ہوئی، یہ آپ بتائیں گے۔

جنہوں نے میری پہلی تحریر 'خونِ جگر ہونے تک' پڑھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ اس کی کہانی ادھوری چھوڑ دی گئی تھی۔ کچھ رازوں کا کھلنا باقی تھا۔ یہ کلئیر کرنا ضروری ہے کہ میرا یہ ناول 'ہم نے جیون وار دیا' اس کا **دوسرا حصہ نہیں** ہے۔ کہانی مختلف ہے، کردار نئے ہیں۔ لیکن آنے والی کچھ اقساط میں آپ 'خونِ جگر ہونے تک' اور 'ہم نے جیون وار دیا' کا crossover پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔ کچھ پرانے کردار اس نئی کہانی میں نظر آئیں گے۔ لیکن تب تک آپ زندگی کے اس نئے رخ کو کھوجنے کے سفر میں نئے کرداروں کے ساتھ نکلیں۔

www.novelsclubb.com

یہ کہانی ہے،

زیان ارتضی کے کربِ مسلسل کی

زمل اعظم کی ابدی اذیتوں کی

فراق اور ملن کے گرد گھومتی ان کی داستان

****

قسط نمبر ۴

"سلالِ زیست"

"ہم لاعلم ہوتے ہیں لیکن اکثر ہمارا ایک غلط قدم کسی کی زندگی ویران کر دیتا ہے۔ پھر اسی قدم کی سنگینی ہماری قسمت پر اترتے ہوئے ہمیں بھی وہیں دھکیل دیتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

کشادہ لان اندھیروں کی لپیٹ میں آچکا تھا۔ روشنیاں دم توڑ گئی تھیں۔ فقط ایک گونج تھی، جو دور تک پھیلی تھی۔ اعتزاز نے ستائشی انداز میں ابرو اچکائے۔ یہ تو سوچا ہی نہیں تھا۔ لمحے بھر کے لئے ملائکہ بھی سناٹے میں رہ گئی تھی۔

بیلوں سے ڈھکے بنگلے میں وہی ازلی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔لاؤنج میں بے آواز ٹی وی کی اسکرین روشنی تھی۔سائرہ بے دلی سے ریموٹ تھامے چینل سرف کرتی جارہی تھیں جب انگلی کی حرکت تھم گئی۔چہرے کا رنگ فق پڑنے لگا۔وہ یک ٹک اسکرین پر چمکتے نام اور اس کے متعلق چلتی خبر کی پٹی کو دیکھے گئیں۔تنفس بھاری پڑنے لگا۔

زیان کے ہتھکڑیوں میں مقید ہاتھ گر چکے تھے۔سفید پڑتے چہرے پر بس لمحے کے لئے بے یقینی لہرائی تھی پھر دماغ نے اپنے ارد گرد بلند دیواریں کھڑی کر لیں۔اس کی ہر حس مرتی گئی،ہر جذبہ فنا ہوتا گیا،ہر احساس کی موت ہوتی گئی۔حسام ویسے ہی سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔عارب تیزی سے آگے آیا اور انہیں بازو سے جکڑتے ہوئے پیچھے ہٹایا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں،ماموں؟"اس کی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔آنکھوں میں زخمی پن تھا۔انابیہ کو اشارہ کرتا وہ زیان کی طرف پلٹا۔

"زیان، پلیز کچھ مت کہنا۔ وہ ہر لفظ کو تمہارے خلاف استعمال کریں گے۔ میں تمہیں نکال لوں گا، ٹرسٹ می لیکن تم خاموش رہو گے۔" وہ اسے کندھوں سے تھامے بے بسی سے کہہ رہا تھا۔

کھلی کھڑکی کے راڈ پر لگی لڑیاں ہوا کی وجہ سے ٹکراتے ہوئے مدھم سا سر پیدا کر رہی تھیں۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اعظم اسکرول کرتے جا رہے تھے، اسکرین پر ٹوئیٹر کھلا تھا۔ یکدم نگاہوں میں کچھ اٹکا تھا۔ وہ بے اختیار سیدھے ہو کر بیٹھے۔ بے یقینی سے سطور کو دوبارہ پڑھا۔ یوں لگا جیسے بصارت نے دھوکا کھایا ہو۔

"میں تھک گیا ہوں، بابا۔"

ماضی کے کسی گرد میں اٹے منظر سے وہ شکست خوردہ سی آواز ابھری۔ انہیں اس کی تکان یاد آئی، وہ بے بسی جو اس نے کاٹی تھی، وہ اذیت جو اس کے حصے آئی تھی۔ اعظم کے دل کو دھکا سا لگا۔

www.novelsclubb.com

حسام سے ہوتے ہوئے زیان کی پتھرائی نگاہیں اس کے چہرے پر ٹھہر گئیں۔

عارب کا دل جیسے لمحے کے لئے ڈوبا تھا۔ان کتھئی آنکھوں میں کچھ بھی نہیں تھا۔ہر رمق ختم ہو چکی تھی۔وہ لب کاٹتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ایس پی نے کانسٹیبل کو اشارہ کیا۔

ان کی معیت میں،اندر سے ختم ہوتا،کسی بے جان لاش کی طرح زیان ارتضی پلٹ گیا۔

****

بریدہ پر چھائی رات کی گرمی آہستہ آہستہ دم توڑ رہی تھی۔وہ لان اسٹیپس پر کھڑی،ستون سے ٹیک لگائے،سر اٹھا کر سیاہ آسمان کو دیکھ رہی تھی۔بالوں کو رف انداز میں کیچر میں جکڑے،ایمبر آنکھیں خاموش لگتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہی خاموش لمحوں کے ناسور پھر رسنے لگے۔زہریلی یادیں کسی امر بیل کی طرح جکڑنے لگیں۔وہ تھک کر سیدھی ہوئی۔آنکھوں میں بے بسی ابھری۔لمحے بھر کو اس نے اپنا دل ٹٹولا۔

دور کہیں،دل کی بنجر زمین کی تہہ میں،کسی بے جان مردے کی طرح کچھ دفن تھا۔روح کو جھنجھوڑتا وہ خالی پن کا احساس،جسے وہ کوئی نام نہ دے پاتی تھی۔یوں لگتا تھا جیسے کچھ ہے،جسے وہ گھن چکر بنی زندگی میں فراموش کر رہی تھی۔کچھ بہت قیمتی سا،بے حد انمول سا،وہ پیچھے چھوڑ رہی تھی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خالی پن کا یہ احساس کسی کھائی طرح وسیع اور ویران ہوتا جا رہا تھا۔مگر اسے کوئی راہ نہیں دکھائی دیتی تھی۔وہ کہاں سے اپنی اس بے چینی کا تریاق کرے؟

"زمل۔"

پکارنے پر وہ بے اختیار چونکی۔ گردن موڑ کر دیکھا۔ مہر خفا تاثرات کے ساتھ، ہاتھوں میں پلیٹس تھامے، اسے گھور رہی تھی۔

"اگر آپ کی سوچوں میں مخل نہ ہو تو جا کر ابو کو بلا لاؤ۔ میں ٹیبل لگا رہی ہوں۔" اس کی سنے بغیر، وہ بگڑ کر کہتی پلٹ گئی۔

زمل تھکا تھکا سا مسکرائی۔ جب بھی مہر کی کھانا بنانے کی باری ہوتی، وہ یونہی آسمان سر پر اٹھا لیتی تھی۔ وہ سر جھٹک کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔

کمرے کا دروازہ آدھ کھلا تھا۔ اس نے آہستگی سے دھکیلا۔

www.novelsclubb.com

پریشانی سے ٹہلتے اعظم اسے دیکھ کر لمحے کے لئے رک گئے پھر پھیکا سا مسکرائے۔

"جی بیٹا؟"

"کھانا لگا دیا ہے۔ آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔" زمل نے بغور انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ کھالیں۔مجھے بھوک نہیں ہے،بعد میں دیکھوں گا۔"وہ یونہی دراز کھنگھالنے لگے۔آنکھوں میں پریشانی کی رمق واضح تھی۔

"سب ٹھیک ہے؟"زمل نے بے اختیار پوچھا۔وہ ان کے انداز پر ٹھٹک گئی تھی۔

اعظم نے چونک کر اسے دیکھا پھر سنبھل کر مسکرائے۔

"جی،دونٹ وری بس کچھ کالز کر کے آتا ہوں۔"وہ نرمی سے بولے۔زمل سر ہلا کر مڑ گئی۔

اعظم نے گہری سانس لیتے ہوئے موبائل اٹھایا۔رابطے کی کوئی راہ نہیں دکھائی دے رہی تھی۔کچھ سوچ کر انہوں نے نمبر ڈائل کیا۔چند لمحے گھنٹی جاتی رہی۔

"عارض،تم پنڈی میں ہو؟"وہ سیدھے مدعے پر آئے۔دوسری جانب جواب سن سر ہلایا۔

"اوکے،کچھ معلومات چاہیئں۔ڈیٹیلز بھیج رہا ہوں۔"

کال کاٹ کر انہوں نے پیشانی رگڑی۔آنکھوں میں کرب اترنے لگا۔کوئی بھولا بھٹکا سا منظر ذہن پر دستک دے گیا۔

"تم اس کا خیال رکھ لوگے،اعظم؟"مکرم ارتضی کی تکان زدہ نگاہیں کتابوں میں گم کتھئی آنکھوں والے لڑکے پر جمی تھیں۔

"آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟"انہوں نے بے چینی سے اپنے معلم کو دیکھا۔

"میرے بس میں ہوتا تو میں ہماری کہانی ہی بدل دیتا۔"شکستہ انداز میں کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

اعظم نے اذیت سے آنکھیں میچ لیں۔وہ وعدہ ایفا نہیں کر سکے تھے۔

******

سفید ستونوں والے محل کے کمرے میں موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گلاس میں پانی انڈیل کر انابیہ پلٹی اور پنجوں کے بل حسام کے سامنے بیٹھی جو سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بیٹھے تھے۔

"ریلیکس ماموں، عارب دیکھ لے گا۔" اس نے گلاس بڑھاتے ہوئے رسان سے کہنا چاہا۔

حسام نے انگارہ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ کوئی تنفر سا تھا جو ان نگاہوں میں اٹھا۔

"میری بلا سے ساری زندگی وہیں رہے، کبھی واپس نہ آئے۔" لہجے کی کاٹ گہری تھی۔

انابیہ نے تھک کر بوجھل سانس لی۔ وہ آج بھی اپنی ڈگر اور اپنے مفروضوں پر قائم تھے۔

"آپ آخر کیوں نہیں سمجھ رہے؟اس نے کچھ نہیں کیا۔"

"بس کر دو،انابیہ۔ پچھلے تین ماہ سے یہی راگ سنتا آرہا ہوں۔ کیا دنیا میں بس ایک وہی انسان رہ گیا ہے جسے لوگ پھنسائیں گے؟ بزنس کے بڑے بڑے نام وہاں موجود تھے۔ایک دنیا آئی ہوئی تھی اور اس نے ساری عزت خاک میں ملا دی۔" وہ پھٹ پڑے۔ سرخ آنکھوں میں طیش امڈ آیا۔

لوگوں کی استہزائیہ نگاہیں، ٹی وی پر چلتی خبر،ارد گرد ہوتی چہ مگوئیاں۔ان کی انا پر جیسے کاری ضرب پڑی تھی۔ کئی سال لگا کر عزت بنائی جاتی ہے اور ان کی اولاد نے لمحے میں سب راکھ کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

انابیہ خاموشی سے سنتی رہی۔اس نے کوئی دلیل نہیں دی۔ وہ اپنی رائے قائم کر چکے تھے،اس کی ہر حجت بے معنی تھی۔ ملائکہ کے اندر آنے پر وہ وہاں سے اٹھ گئی۔ پیچھے سے وہ اس کی تسلیاں سن سکتی تھی۔ سر جھٹک کر اس نے قدم سیٹنگ ایریے کی طرف بڑھا دیئے۔

شیشے سے ٹیک لگائے مائعزم اسے آتے دیکھ کر سیدھی ہوئی۔اسکارف لپیٹے اس کی آنکھوں میں ہلکی سی اذیت تھی۔وہ جیسے پشیمان تھی۔

"مہمان چلے گئے؟"انابیہ نے گہری سانس بھرتے ہوئے پوچھا۔

مائعزم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"انکل کے مینجر نے سب سنبھال لیا ہے۔"وہ لمحے کے لئے رکی۔"کیا ہم کچھ کر سکتے ہیں؟"

"ہم یہ جان سکتے ہیں کہ ڈرگز کار میں کس نے رکھوائی ہیں۔اصل مجرم مل جائے تو زیان کو بے گناہ ثابت کروانا آسان کام ہو گا۔"شیشے دیوار کے پار لان کی چمکتی روشنیوں کو دیکھتے ہوئے انابیہ پر سوچ انداز میں بولی۔

"ایکسکیوزمی۔"

www.novelsclubb.com

بھاری آواز ان کے عقب سے ابھری۔ وہ بے اختیار پلٹیں۔ ابرو اکھٹے ہوئے۔ حیرت چھپاتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"باسل احتشام؟" انابیہ نے سوالیہ ابرو چکائی۔

جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے باسل نے سر کو خم دیا۔

"میں پولیس اسٹیشن جا رہا تھا لیکن پھر سوچا کہ اس معاملے کو عارب ہینڈل کر لے گا۔ میں شائد یہاں مدد کر سکتا ہوں۔" وہ ویسے ہی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

مائعزم نے آنکھیں سکیڑے اس کا انداز دیکھا۔ مقابل کھڑا شخص، ہمیشہ کی طرح اب بھی اسے الجھا گیا۔ اس کی ذات کے ارد گرد عجیب سی ٹھنڈک محسوس ہوتی تھی جس میں بے رحمی کی رمق لگتی تھی۔ مگر وہ اپنے احساسات کو الفاظ پہنانے سے قاصر تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہم آپ پر بھروسہ کر سکتے ہیں؟" چند لمحوں بعد مائعزم نے ٹھہرے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"جب زیان کر سکتا ہے تو آپ کو بھی کرنا چاہیے۔" اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

مائعزم نے بے اختیار انابیہ کو دیکھا جس نے تلخی سے سر جھٹک دیا۔ جوان پر بھروسہ نہیں کرتا تھا، اس نے آسانی سے اس اجنبی پر یقین کر لیا تھا۔

"کہیے، کچھ پتہ چلا؟"

"جس کار سے ڈر گز نکلی ہیں، وہ زیان نے پچھلے دو دن سے استعمال نہیں کی یعنی یہ کسی ملازم کا کام ہے۔" انابیہ نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"اس ملازم کو کیسے ڈھونڈیں؟"

"سادہ سا طریقہ ہے۔" باسل نے یکدم کہا۔ "وہ ملازم اب گھر پر نہیں ہو گا؟"

www.novelsclubb.com

"لیکن اگر اس نے چھٹی کی ہوتی تو آسانی سے شک اس پر چلا جاتا۔" مائعزم نے ابرو چکائے۔

"میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ اب گھر پر نہیں ہو گا یعنی کہ پارٹی شروع ہوتے ہی نکل گیا ہو گا۔ ملازموں کی لسٹ اور سی سی ٹی وی سے مل جائے گا۔"

کئی میل دوران سے کئی کلو میٹر دور پولیس اسٹیشن میں کے احاطے میں کھڑا عارب سینے پر بازو لپیٹے سامنے کھڑے وکیل کو دیکھ رہا تھا۔ شکیب نے فائل کے صفحے پلٹاتے ہوئے سر اٹھایا۔

"کل اتوار ہے، فی الحال ضمانت نہیں ہو سکتی۔ پرسوں دیکھتے ہیں۔ بظاہر کیس اتنا مضبوط نہیں لگ رہا۔ امید ہے کہ ایک ہفتے میں ہی وہ باہر ہو گا۔" وہ تسلی آمیز لہجے میں کہہ رہے تھے۔

"آپ کی ملاقات ہوئی اس سے؟" عارب نے یکدم یاد آیا۔

"اس نے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔"

عارب کی آنکھوں میں زخمی پن اتر آیا۔ سر جھٹک کر جو گر سے گھاس مسلی۔

"جس نے ڈر گزر رکھی ہیں، اگر وہ سامنے آجائے تو یہ کیس ایک پیشی کی مار ہے۔ باقی تم دیکھ لو۔"

وہ سر کو خم دے کر موبائل نکالتا پلٹ گیا۔ نوٹیفیکشنز دیکھ کر گہری سانس لی اور نمبر ملانے لگا۔

*****

www.novelsclubb.com

سی کلاس کے اس کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سنگل بیڈ اور باتھ روم کے علاوہ کمرہ خالی تھا۔ سفید شرٹ میں زیان بیڈ کے کنارے پر بیٹھا تھا۔ خاموش نگاہیں اپنے ہاتھوں پر جمی تھیں۔ تبھی دماغ پر چھائی سفید دھند چھٹنے لگی۔ ذہن جیسے نیند

سے جاگا ہو۔ نگاہوں کے سامنے پچیس سالوں کی فلم چلنے لگی۔ حاصل و محصول کی کہانی۔

"میری ماں نے کچھ نہیں کیا تھا، آپ نے ان کا تماشا بنا دیا۔ وہ باکردار تھیں اور آپ نے انہیں جینے کے قابل نہیں چھوڑا۔" اس کے قدموں سے جیسے جان نکل رہی تھی۔ بھیگی، بے یقین نگاہیں حسام پر جمی تھیں۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا، اس کا باپ اپنی انا کے لئے اتنا کیسے گر گیا؟

بے گناہ ہوتے ہوئے بھی اس کی ماں رسوا کر دی گئی تھی۔

اس کے وجود سے جیسے شرارے پھوٹنے لگے۔ شائد جھلستی روح جسم کو جلانے لگی تھی۔ ہاتھوں پر جمی کتھئی آنکھوں میں خون کی لکیریں اترنے لگیں۔

"یہ اوقات تھی تمہاری۔" ارسم پوری قوت سے دھاڑا تھا۔ ہاتھ میں تھامے ای میل کے اسکرین شاٹس کے پرنٹس تنفر سے اس کی طرف اچھال دیئے۔ ایک

لمحے کے لئے زیان سن رہ گیا تھا۔بے یقینی سے سر اٹھایا۔وہ اس کا دوست تھا،اس کی رگ رگ سے واقف تھا،ایک عرصہ دونوں نے ساتھ گزارا تھا،وہ اس پر کیسے الزام لگا سکتا تھا؟

دماغ جاگنا شروع ہوا تو اس نے سر اٹھا کر ایک نگاہ اطراف میں ڈالی۔یہ جگہ نئی نہیں تھی۔وہ یہاں آ چکا تھا۔لیکن کب؟اس نے آنکھیں بند کر کے لمحے کے لئے ذہن پر زور دیا۔سب اتنا خالی کیوں لگ رہا تھا؟

"وہ تمہاری بہن جیسی تھی، تمہیں یہ کرتے ہوئے شرم کیوں نہیں آئی؟"حسام چیخ اٹھے۔زیان خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔وہ اس کو دھتکار رہے تھے۔اس کی تربیت پر انگلی اٹھا رہے تھے۔وہ گیلی آنکھیں چھپاتا پلٹ گیا۔بے بسی سے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔

"ہم جانتے ہیں، تم نے کچھ نہیں کیا زیان۔"عارب اس کے ساتھ کھڑا کہہ رہا تھا۔وہ خاموش رہا۔

"تمہیں ممانی جان کے پاس جانا چاہیے۔انہیں تم پر بھروسہ ہے۔"

"میں ان سے نظریں ملانے کے بھی قابل نہیں رہا،عارب۔"وہ شکستہ خوردہ آواز میں بڑبڑایا۔

ایک جھماکے سے ذہن کے پردے پر سب ابھرتا گیا۔سوئے ہوئے احساسات جاگنے لگے۔اس لمحے اسے احساس ہوا کہ وہ کہاں تھا۔وہ کرنٹ کھا کر اٹھا۔چہرہ زرد پڑتا گیا۔کتھئی آنکھوں میں شدید خوف لہرایا۔وہ پھر اسی منظر میں جکڑے جانے لگا۔

وہ ایک اندھیری کوٹھری تھی جس میں صرف زرد لالٹین جل رہی تھی۔رستے زخموں سے نڈھال وہ ایک ستون کے ساتھ رسیوں سے بندھا تھا۔پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھے شخص نے خبیث مسکراہٹ کے ساتھ دہکتا ہوا لوہا اس کے بازو کے اوپری حصے پر رکھ دیا۔وہ سلگتے انگارے جیسا لوہا،ماس کو جلانے لگا۔وہ بدترین

لمحہ تھا۔اذیت اس قدر شدید تھی کہ اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں۔نیم مردہ حالت میں اسے صرف اپنی ماں یاد آئی تھی۔

وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔اب جو منظر ذہن میں ابھرا تھا، وہ اسے اندر سے کاٹنے لگا۔پولیس سائرن،لوگوں کی نظریں،اس کا ضبط کھوتا باپ۔زیان نے انگلیوں سے رخسار کو چھوا۔اس لمحے اسے اندازہ ہوا کہ وہ صحیح معنوں میں اب سر اٹھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔اس کی مردانگی کی دھجیاں اڑادی گئی تھیں۔ذلت،بے بسی،اہانت۔اس کی برداشت ختم ہونے لگی۔گیلی آنکھوں میں کرچیاں سی بکھری تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ تنہا رہ گیا تھا،ایک دفعہ پھر اس کے دادا کی بات سچ ہو گئی تھی۔سب نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

کتنے ہی گھنٹے وہ وہیں اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا۔فجر کی اذانوں کے ساتھ اس نے سر اٹھایا۔اب آنکھیں خشک تھیں۔چہرہ ہنوز زرد تھا۔دیوار کا سہارا لیتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے انداز میں کچھ بدل گیا تھا۔ سپاٹ تو وہ پہلے ہی تھا، لیکن اب جیسے ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ بے رحم سی ٹھنڈک اس کے ارد گرد محسوس ہو رہی تھی۔

فجر کی بلند ہوتی صداؤں میں اس نے ایک فیصلہ کر لیا تھا۔

اب انجام طے تھا۔

*****

لان پر چھائی پر وحشت زدہ رات چھائی ہوئی تھی۔ اسٹیپس پر بیٹھی سائرہ کی زخمی نگاہیں درختوں کے سرسراتے پتوں پر جمی تھیں۔ سرخ ہوتی آنکھوں میں نمی ٹھہری تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے آپ کے ہر فیصلے پر سر جھکایا تھا، اللہ۔" وہ آہستگی سے بڑبڑائیں۔ دل پر پڑا بوجھ ثقیل ہوتا جا رہا تھا۔

"مجھے سب قبول تھا، خود پر آئی ہر اذیت قبول تھی۔ لیکن اس کے ساتھ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

آنکھوں سے لڑھکتے خاموش آنسو چہرے پر پھسل رہے تھے۔ دل کسی انہونی کے احساس سے لرز رہا تھا۔ وہ اسے جانتی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ اب وہ کوئی انتہائی قدم اٹھائے گا۔ وہ ساری برداشت کی حدوں کو ختم کر کے کچھ ایسا کرے گا جو نہیں کرنا چاہیے۔

تبھی دیوار کے پاس سے کھٹکا ہوا اور دھم کی آواز کے ساتھ کسی نے اندر چھلانگ لگائی۔ سائرہ نے سر نہیں اٹھایا۔ وہ ویسے ہی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بیٹھی رہیں۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ یہ زیادہ ہو گیا ہے؟" شوخ نسوانی آواز گونجی۔ سائرہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دل جہاں اٹکا تھا، وہیں رہا۔

"لیکن ایک بات تو تمہیں پتہ ہی نہیں۔ چچ چچ۔" اس نے تاسف سے سر ہلایا۔

سائرہ نے آہستگی سے سر اٹھایا۔ دھندلی پڑتی نگاہوں کے پار وہ کھڑی تھی۔ ان کی آنکھوں میں تنفر کی شدید لہر اٹھی۔ جینز پر سیاہ شرٹ پہنے اس نے بالوں کو اونچے جوڑے میں باندھ رکھا تھا۔ نیم اندھیرے میں بھی اس کی سبز آنکھیں چمک رہی تھیں جن میں فتح کا واضح سرور تھا۔ چہرے پر لگے ماسک نے نقوش چھپا رکھے تھے۔

"چلو، تمہاری اذیت میں اضافہ کرتے ہیں۔" وہ کمر پر ہاتھ باندھے ٹہل رہی تھی۔ "حسام نے پچاس لوگوں کی موجودگی میں تمہارے بیٹے پر ہاتھ اٹھایا تھا۔"

پل کے لئے سائرہ کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ شل سی سامنے کھڑی عورت کو دیکھے گئیں۔

"ڈیڈ نے مجھے تھپڑ مارا۔" وہ نگاہیں جھکائے اپنی گیلی آنکھیں چھپاتا خفا سا لڑکا۔ یہ اعتراف کہ اس کے باپ نے اس پر ہاتھ اٹھایا، اپنی ماں کے سامنے بھی کرنا مشکل تھا۔

سائرہ کے آنسو رک چکے تھے۔دل ہزار حصوں میں کٹنے لگا۔بے اختیار مٹھیاں بھینچیں۔

"میں بس اتنا سوچ رہی ہوں کہ وہ باہر آکر کیا کرے گا؟" وہ مصنوعی فکر مندی سے کہہ رہی تھی۔

"یہ تم نے کیا ہے نا؟ سائرہ کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"یقین کرو، میں نے حسام کو نہیں کہا تھا کہ وہ اس چھ فٹ کے مرد پر ہاتھ اٹھائے۔ اس نے خود جذبات میں یہ قدم اٹھایا۔لیکن میرے لئے تو یہ اچھا ہی ہوا نا۔" محظوظ سا لہجہ تھا۔

www.novelsclubb.com

کسی نے سائرہ کے دل کو مٹھی میں اتنی زور سے بھینچا کہ انہیں پورا جسم بے جان ہوتا محسوس ہوا۔آنسو تیزی سے لڑھکنے لگے تھے۔

"خیر، میں تمہیں وارن کرنے آئی تھی کہ جذبات میں کوئی قدم نہ اٹھانا ورنہ..."
اس کا لہجہ بے رحم تھا۔ "اسے جیل میں ختم کروانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

سائرہ نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔ شکستہ انداز میں سر ہاتھوں میں گرا لیا۔
ایک استہزائیہ نگاہ ان پر ڈالتی وہ پلٹ گئی۔ اس دفعہ وہ دروازے سے واپس گئی تھی۔

دبی دبی سسکیوں سے ان کا وجود لرزنے لگا۔ اذیت اتنی تھی کہ برداشت سے باہر ہو رہی تھی۔ وہ کس قدر بے بس کر دی گئی تھیں۔

"اگر آپ نے مجھے کبھی تنہا چھوڑ دیا تو؟"

روح میں اتری کرچیاں مزید لہولہان کرنے لگیں۔ وہ وہیں بیٹھی روتی رہیں۔ وقت پیچھے کو پلٹنے لگا۔ ماضی کا وہ منظر روشنیوں میں واضح ہوا۔

چھوٹے سے لاؤنج میں لگی ایل ای ڈی پر میچ چل رہا تھا۔ صوفے پر نیم دراز زیان نے پاؤں لمبے کر کے ٹیبل پر رکھے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں ریموٹ تھامے وہ انہماک سے اسکرین کی طرف متوجہ تھا۔ کچن سے نکلتی سائرہ نے تاسف سے اسے دیکھا پھر ٹشو سے ہاتھ پونچھتی اس کے دائیں طرف صوفے پر آ بیٹھیں۔

"تم سے کچھ کہا تھا میں نے، زیان۔" انہوں نے دبی دبی خفگی سے کہا۔

"کیا؟" اس نے حیرت سے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔ آنکھوں میں تعجب یوں بکھرا تھا جیسے اس سے زیادہ معصوم تو کوئی تھا ہی نہیں۔

"یونیورسٹی کے بارے میں۔" سائرہ نے تحمل سے جواب دیا۔ زیان نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"جی، میں جوائن کر رہا ہوں۔ اگلے ہفتے سے کلاسز شروع ہو جائیں گی۔" اس نے ریموٹ اٹھا کر والیوم کم کرتے ہوئے سعادت مندی سے کہا۔

"اب تم میری برداشت کا امتحان لے رہے ہو۔" وہ ضبط کے کڑے مراحل میں تھیں۔

زیان نے پاؤں نیچے اتارے اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔ صوفے پر رکھا پاپ کارن کا باؤل ٹیبل پر رکھ دیا۔

"آپ چاہ رہی ہیں کہ میں یورپ کی کسی یونیورسٹی میں اپلائی کروں۔" وہ اب سنجیدہ تھا۔

"میں صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ تمہارے پاس چانس ہے۔ تمہیں آسانی سے سلیکٹ کر لیا جائے گا۔ کیوں اس موقعے کو ضائع کر رہے ہو؟" وہ اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔

"مجھے یورپ نہیں پسند۔" کندھے اچکائے جواب دیا۔

"یہ وجہ نہیں ہے۔" انہوں نے برہمی سے کہا۔ "میں تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دوں گی، زیان کہ تم میری وجہ سے اپنا کریئر داؤ پر لگاؤ۔"

"میں آپ کی وجہ سے کچھ نہیں کر رہا، ممی۔ میں اپنے لئے کر رہا ہوں۔ میں نہیں جانا چاہتا سو نہیں جا رہا۔ ویسے بھی آپ کریئر اور شادی کے حوالے سے زبردستی کی قائل نہیں ہیں تو میرے ساتھ کیوں یہ ظلم کر رہی ہیں؟" اس نے آخر میں خفگی سے پوچھا۔

"اگر تم اپنے لئے کر رہے ہوتے تو میں نہ روکتی مگر یہی تو مسئلہ ہے کہ تم اپنے لئے نہیں کر رہے۔" وہ بے بسی سے بولیں۔ زیان خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔

"یہ تمہاری زندگی ہے۔ کسی کو اسے کنٹرول کرنے کا حق نہیں ہے، مجھے بھی نہیں۔" ان کی آنکھیں گیلی ہونے لگیں۔

"آپ کو میرا کریئر چاہیے نا، میں یہاں رہ کر بھی بنالوں گا لیکن یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ میں نے یہ فیصلہ خود کے لئے ہی لیا ہے۔" اس کے لہجے میں قطعیت تھی۔ ان آنسوؤں کو اس پر اثر انداز نہیں ہونا چاہیے۔

"اعتراف کیوں نہیں کر لیتے؟" سائرہ نے زخمی انداز میں پوچھا۔

"اوکے فائن، میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا۔ میرے لئے کریئر اتنا ضروری نہیں ہے۔ میں صحیح کر رہا ہوں یا غلط، اس بحث سے ہٹ کر میں بس یہی کروں گا۔ مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے، لیکن آپ چاہتی ہیں کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔ آپ کے لئے وہ پانچ سال کافی نہیں تھے؟ آپ کے لئے مجھے دور کرنا اتنا آسان کیوں ہوتا ہے؟"

وہ نا چاہتے ہوئے بھی شکوہ کر گیا۔ انہیں کڑوا سچ جتا گیا۔ سائرہ خاموشی سے آنکھوں میں نمی لئے اسے دیکھتی رہیں۔ کوئی وضاحت نہیں دی۔

"لیکن اگر آپ کی رضا اسی میں ہے تو کہہ دیں، میں چلا جاؤں گا۔" وہ زخمی لہجے میں کہتا پیچھے ہو گیا۔ چہرہ پھیر لیا۔ سائرہ آہستگی سے اٹھ کر اس کے پاس بیٹھیں۔

"جب تمہیں خود سے دور کیا تھا، تب میرا ایک حصہ وہیں دفن ہو گیا تھا۔ مردہ دل کے ساتھ میں نے وہ پانچ سال گھسیٹے تھے۔ تمہیں مجھ سے شکوہ ہے، ہونا بھی چاہیے۔ لیکن تمہارے لئے دی گئی قربانیاں مجھے قبول ہیں۔ مجھے جب بھی موقع ملے گا، میں یہی کروں گی۔" لہجہ اٹل تھا۔ یوں جیسے کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔ زیان نے نگاہیں ان کی طرف موڑیں۔

"میرے لئے آپ نے سب داؤ پر لگا دیا تھا۔ میں کچھ بھی قربان نہیں کر رہا، صرف آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں، آپ اس سے بھی روک رہی ہیں، ناٹ فئیر۔" اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔ سائرہ کے دل کو جیسے دھکا لگا۔ انہوں نے بے اختیار بازو اس کے گرد حمائل کر کے اسے خود سے لگا لیا۔

"میں نہیں روک رہی، زیان۔ میں بس چاہتی ہوں کہ تم اپنا کریئر میرے لئے نہ خراب کرو لیکن..." انہوں نے رک کر گہری سانس لی۔ "تم اچھے خاصے ڈھیٹ واقع ہوئے ہو۔"

زیان بے اختیار مسکرایا۔ آہستگی سے ان سے علیحدہ ہوا۔ وہ ہاتھ کی پشت سے گیلی آنکھیں رگڑ رہی تھیں۔

"آپ کا بیٹا ہوں۔"

"جب تمہیں تمہاری اولاد اتنا تنگ کرے گی، تب پوچھوں گی۔" ان کی آواز رندھی ہوئی تھی۔ وہ ہنس دیا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر میں شادی ہی نہیں کروں گا۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ سائرہ نے سر اٹھا کر اسے گھورا۔

www.novelsclubb.com

"بھول جاؤ کہ اس معاملے میں تمہیں تمہاری مرضی کرنے دوں گی۔ شرافت سے اپنی پڑھائی پوری کرو۔ ایک بات مان لی، کافی ہے۔" وہ خفگی سے کہہ رہی تھیں۔

زیان نے مسکراہٹ دبائے سر ہلا دیا۔

زرکار روشنیوں میں چمکتا وہ منظر گہری دھند میں اپنی تمازت کھو چکا تھا۔ اب فقط زندگیوں پر پھیلتا دبیز اندھیرا تھا۔ ان کی سسکیاں فضا میں گونج رہی تھیں۔ اسے ان کی ضرورت تھی مگر وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھیں۔ زندگی اتنا بے بس کیوں کر دیتی ہے؟

****

www.novelsclubb.com

زمل غائب دماغی سے رجسٹر پر لکیریں کھینچ رہی تھی۔ گراؤنڈ میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ گول دائروں کے گرد لگے درختوں میں سے ایک کے نیچے وہ بیٹھی تھی۔ خاموش آنکھیں، پژمردہ چہرہ۔ کل اس کا GAT ایگزام تھا لیکن ذہن خالی سا ہو رہا تھا۔

وہ کبھی بھی ایک برائٹ اسٹوڈنٹ نہیں رہی تھی۔ہمیشہ الگ تھلگ اور اپنی ذات میں گم رہنے والی لڑکی تھی۔کچھ اس کی کم ہمتی بھی تھی جس کی وجہ سے دوسروں کو اسے ٹارگٹ بنانے میں آسانی ہو جاتی تھی۔

وہ اپنی سوچوں میں مگن تھی جب اٹینڈنٹ نے آکر پیغام پہنچایا۔

"زمل، تمہیں شاہدہ میم نے اپنے آفس میں بلایا ہے۔"

اس نے بے اختیار آنکھیں میچیں۔وہ لازما اب چیٹنگ پر مزید باتیں سنائیں گی۔تلخی سے کتاب بند کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

شاہدہ میم ان کے کالج کی کوآرڈینیٹر اور کافی سخت ٹیچر بھی تھیں۔آفس میں کھڑکیوں کے آگے بلائنڈ گرے تھے۔اے سی کولنگ سے ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا۔

"مے آئی کم ان؟"

شاہدہ نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا پھر سر کو اثبات میں جنبش دیتے ہوئے سامنے بکھرے کاغذ سمیٹنے لگیں۔

"بیٹھیں۔" ان کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ ہاتھوں کو باہم ملائے، وہ بغور سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہی تھیں۔

لمبے بالوں کو اونچی پونی میں باندھے، وہ عام سی لڑکی ہمیشہ جاذب نظر لگتی تھی۔ خوبصورت لمبی پلکوں والی آنکھوں میں سنجیدگی لئے، اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

"کسی انسان کو تباہ کرنے کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ اسے بری صحبت میں پھنسا دیا جائے۔" ان کی آواز میں نرمی یا سختی کچھ بھی نہیں تھا۔

زمل کی آنکھوں میں ناسمجھی در آئی لیکن بولی کچھ نہیں۔

"آپ ایکسٹرا کلاسسز دے رہی ہیں؟"

وہ پل کے لئے کچھ نہ کہہ سکی۔ وہ طنز نہیں تھا لیکن اسے طنز ہی محسوس ہوا تھا۔

"آپ کے دو ٹیسٹ ہیں۔اس کے بعد بورڈ ایگزامز بھی ہیں۔آپ کی بہنوں کی ذمہ داری بھی آپ پر ہے۔کیا جس پر آپ وقت لگا رہی ہیں، وہ اس قابل ہے؟"

انہوں نے اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر اگلا سوال کیا۔

"میم، وہ میری دوست ہے۔میں صرف اس کی مدد کر رہی ہوں۔"اس نے کمزور لہجے میں وضاحت دی۔

"اس کی مدد کی جاتی ہے جس کے راستے بند ہوں، جسے ضرورت ہو۔آپ اس کی وہ مدد کر رہی ہیں جو وہ کہیں سے بھی لے سکتی ہے۔جوانر جی آپ اس پر لگا رہی ہیں، کیا کبھی سوچا ہے کہ وہ اس قابل ہے یا نہیں؟"

وہ ذرا سا الجھی لیکن خاموش رہی۔

www.novelsclubb.com

"زمل، آپ کا گول بہت بڑا ہے۔ خواب اونچے ہیں۔ آپ جس کو دوست کہہ رہی ہیں، وہ صرف آپ کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ بہتر ہے کہ سنبھل جائیں۔" انہوں نے تنبیہ کی۔

"لیکن میم، کسی کی مدد کر دینے سے ہمارے ہی راستے آسان ہوتے ہیں۔"

شاہدہ نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"آپ نے مجھے مایوس کیا ہے، مس اعظم۔" انہوں نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

www.novelsclubb.com

"میم، میں نے چیٹنگ نہیں کی۔ آپ میرا ٹیسٹ لے سکتی ہیں۔" اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"میں چیٹنگ کی بات نہیں کر رہی۔ مجھے لگا تھا کہ آپ مردم شناس ہیں، انسانوں کی پہچان کر سکتی ہیں۔"

"ضروری نہیں ہے کہ ہر اندازہ صحیح ہو۔" وہ سنجیدگی سے دھیمے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"ایسا نہیں ہے۔ ہم غلط لوگوں کو اپنی زندگی میں اس لئے جگہ دیتے ہیں کیونکہ خدا ہمیں کچھ سکھانا چاہتا ہے۔ جو سیکھ لیتا ہے وہ فاتح اور آنکھیں بند کر لے، اس کا نام و نشان بھی مٹ جاتا ہے۔"

زمل نے کچھ سمجھ کر اور کچھ نا سمجھی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"روزِ اول سے میں جانتی ہوں کہ آپ نے چیٹنگ نہیں کی جس نے کی ہے، جا کر اس سے پوچھیں۔" انہوں نے بے تاثر انداز میں کہتے ہوئے فائل کھول لی۔ زمل لب کاٹتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اب شائد وقت آگیا ہے کہ آپ خود کے لئے لڑنا سیکھ لیں زمل۔ انکار کرنا بھی اور اپنے لئے آواز اٹھانا بھی۔" شاہدہ نے عقب سے کہا تھا۔

زمل کے قدم لمحے کے لئے رکے تھے۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔وہ سر جھکائے فائل کے صفحے پلٹا رہی تھیں۔وہ سر جھٹک کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔

سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر اس نے گراؤنڈ میں طائرانہ نگاہ دوڑائی۔درخت کے نیچے حرا بیٹھی دکھائی دی۔وہ کسی بات پر ہنس رہی تھی۔زمل وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی۔

وائٹ بورڈ کے آگے کھڑی ٹیچر لیکچر دے رہی تھیں۔زمل نے پوائنٹس لکھتے ہوئے ایک غیر ارادی نگاہ حرا کی بک پر ڈالی۔ابرو تعجب میں اکھٹے ہوئے۔وہ اسکیچنگ کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

راہ میں رکاوٹ، بری صحبت، حرا کا سابق طرزِ عمل ...خیالات کے نقطے اس کے ذہن میں مکمل تصویر واضح کرنے لگے۔زمل نے اسے نگاہوں کے حصار میں رکھتے ہوئے اس کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

آمنہ ہنستے ہوئے اسے جتا رہی تھی کہ القصیم میں ایڈمیشن لینا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ پیچھے بیٹھی حرا سینے پر بازو لپیٹے اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی حمایت میں کچھ نہیں بولی تھی۔

حرا نے سر اٹھا کر سامنے کھڑی زمل کو دیکھا جس کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔ زمل اس کے بولنے کا انتظار کئے بغیر اسے اپنے پیچھے آنے کو کہہ کر کلاس روم کی طرف بڑھ گئی۔ حرا حیرت سے اٹھی۔

وہ کتاب درمیان میں رکھے اسے ٹاپک سمجھا رہی تھی جب حرا نے اس سے شادی کے بارے میں پوچھ لیا۔ زمل نے ضبط سے گہری سانس لی۔ ہمیشہ پڑھائی کے دوران وہ ایسے بے موقع سوال کرتی رہتی تھی۔ نجانے اس کا فوکس کہاں ہوتا تھا؟

کمرے کا دروازہ بند کر کے زمل اس کی طرف پلٹی۔ بوتل لبوں سے لگاتے ہوئے حرا نے ابرو چکائے۔

"تم نے مجھے کہا تھا کہ ہماری غلطیاں ایک جیسی اس لئے تھیں کیونکہ میں نے تمہیں پڑھایا تھا، رائٹ؟" دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے زمل نے ٹھہرے ہوئے انداز میں پوچھا۔

حرا کے چہرے کی رنگت لمحے میں بدل گئی۔ تھوک نگلتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"کل جو ٹیسٹ ہوا تھا، وہ AC current کے ٹاپک کا تھا۔ لیکن میں نے تو وہ ٹاپک تمہیں کروایا ہی نہیں تھا، میں نے وہ چھوڑ دیا تھا۔"

حرا کو سب ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا۔ وہ واضح بوکھلا گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم یہ کیا..."

"جواب دو، حرا۔" زمل کا لہجہ ویسا ہی ٹھنڈا تھا، چبھتی نگاہیں اس پر جمی تھیں۔

"تم مجھ پر شک کر رہی ہو؟" اس کی آواز بلند ہوئی۔

"بالکل بھی نہیں۔" زمل نے نفی میں سر ہلایا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم نے چیٹنگ کی تھی۔"

حرا کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔

"تم مجھ پر الزام کیسے لگا سکتی ہو؟"

"مجھے غلط ثابت کر دو۔ شاہدہ میم کو اسی ٹاپک کا ٹیسٹ انہی سوالات کے ساتھ دوبارہ دے دو۔"

حرا لاجواب رہ گئی۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔ زمل استہزائیہ مسکرائی۔ آنکھوں میں کوئی چنگاری سی سلگی۔

"بہت خوب، حرا زمان تو تم نے باقیوں کی طرح میرا استحصال کرنا ضروری سمجھا۔" اس کا انداز اب بھی بے تاثر تھا۔ دل میں امڈتی تکلیف چہرے سے عیاں نہیں ہونے دی۔

www.novelsclubb.com

"تم غلط سمجھ رہی ہو، زمل ایسا..." اس نے بے بسی سے کہنا چاہا۔

"مجھ سے دوستی کا ہاتھ تم نے بڑھایا تھا۔" زمل نے سپاٹ انداز میں اس کی بات کاٹی۔ "میرے دائرے میں تم آئی تھیں۔ میری اذیت کے دوارنیے میں تم دوست بن کر آئی تھیں جس پر میں نے بھروسہ کر لیا۔ میں تب vulnerable تھی، کمزور اور بے بس۔ مگر تم نے بھی وہی کیا جو سب کرتے آئے ہیں۔"

آخر میں دل میں کوئی پھانس سی چبھی تھی۔ اس لمحے... ہاں اس لمحے احساس ہوا کہ وہ اپنا کتنا نقصان کر چکی تھی۔ آنکھوں میں نمی سی اترنے لگی جو اس نے ضبط سے اندر اتار لی۔ آنسو جو اس کے بہترین ساتھی تھے، بس ایک وہی تو دھوکا نہیں دیتے تھے۔

"زمل ایسا کچھ نہیں ہے، ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ۔" حرا نے بے اختیار کہا۔ لب کاٹتے ہوئے آنکھوں میں پشیمانی تھی۔

"کیا سمجھوں میں؟ یہی کہ تمہاری تیاری نہیں تھی تو تم نے اپنے ساتھ مجھ پھنسانے کی کوشش کی؟ تم جانتی تھیں کہ یہ ٹیسٹ ہمارے رزلٹ پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ تم جانتی تھیں کہ میں بحث سے جان چھڑاتی ہوں، پیچھے ہٹ جاتی ہوں، انکار نہ کرنا میری کمزوری ہے تو تم نے سوچا کہ ٹیچر کے ذریعے اس بیوقوف کی صورت میں مفت کا ٹیوٹر مل جائے گا، اسمارٹ۔" اس کا انداز زہر خند ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں تنفر سا تھا۔

"ایسا نہیں ہے۔ میں پاپا کے ایکسیڈنٹ کے بعد PTSD کی وجہ سے ہر ایک ساتھ کمفرٹیبل نہیں تھی، اس لئے تمہاری مدد لینی چاہی۔" حرا نے تیزی سے کہا۔

"جانتی ہو، اب مجھے کیا لگ رہا ہے؟" اس نے سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے سلگتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ "تم نے میری مدد اسی لئے لی تھی کیونکہ تم میرا راستہ روکنا چاہتی تھی۔"

حرا پر جیسے کسی نے ٹھنڈا ٹھار پانی الٹ دیا۔ الفاظ بھاپ بننے لگے۔

"میں اپنی اذیت کے بعد ریکور کر رہی تھی۔اپنے خواب حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔میرا نام ابھر رہا تھا اور میری دو سالہ پرانی دوست کو یہ بات ہضم نہیں ہوئی۔تم نے مجھے بہت اچھے سے اسٹڈی کیا ہے، حرا۔ساری کمزوریوں کو بھانپ کر میرا راستہ روکا ہے۔تمہیں سی آئی اے میں ہونا چاہئے تھا۔"

آنسو...وہ آنسو پھر ابلنے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے۔اس نے بے دردی سے آنکھیں رگڑیں۔آخر یہ گرم مائع بھاپ کیوں نہیں بن جاتا؟

حرا کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔

"تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو؟"اس کی مشتعل آواز بلند ہوئی۔

"حالانکہ تمہیں تردید کرنی چاہیے تھی۔"ضبط سے بھاری ہوتی آواز کے ساتھ کہتے ہوئے اس نے کندھے اچکائے۔

"چند ٹاپکس پڑھا کر تم خود کو برتر سمجھنے لگی ہو؟"

زمل نے اجنبی نگاہوں سے اسے دیکھا۔صرف خود پر سے توجہ ہٹانے کے لئے وہ کہاں کی بات کہاں لے کر جا رہی تھی؟

"وہ چند ٹاپکس نہیں تھے۔چار chapters تھے۔کل ملا کر ۸۴ صفحات تھے۔ میرا ایک ہفتے کا وقت بھی تھا، مجموعی طور پر چودہ گھنٹے تھے۔"اب کہ اس کا سپاٹ لہجہ ٹھنڈا تھا۔

حرا پر جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔

"تم جتا رہی ہو؟"اس نے جیسے بے یقینی سے پوچھا۔

"بالکل،تاکہ تمہیں علم ہو اور مجھے احساس کہ میں نے اپنا کتنا وقت ضائع کیا ہے۔"اس نے کہتے ہوئے جھک کر کتابیں اٹھائیں،بیگ کی اسٹریپ کندھے پر ڈال کر سیدھی ہوئی۔

حرا ویسے ہی لب بھینچے اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تکلیف ضرور ہوئی، حرا لیکن تم نے مجھے ایک لمبی نیند سے جگا دیا ہے۔ تم نے مجھے وہ سکھا دیا ہے جو میں پچھلے کئی سالوں سے نظر انداز کر رہی تھی۔ اس لئے تمہارا شکریہ بنتا ہے۔"

اس نے سر کو خم دیا اور جانے کے لئے مڑ گئی۔

حرا لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکی۔ اسے لگا تھا کہ وہ چیخے چلائے گی، پرانی باتیں درمیان میں لائے گی یا شائد سب کو بتا بھی دے مگر اس نے خاموشی سے اپنے قدم پیچھے لے لئے تھے۔ اس پل اسے اندازہ ہوا۔

زمل اعظم اپنا وقار قائم رکھنا جانتی تھی۔

وہ کالج کے عقبی حصے میں خالی کلاس روم تھا جس کا دروازہ اس نے آہستگی سے بند کر دیا۔ گہری سانس کھینچتے ہوئے کھڑکی کے پار نیلے آسمان کو دیکھا۔

اب وہ تنہا تھی، اب وہ رو سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

دھیرے سے دروازے سے کمر لگائے وہ وہیں بیٹھتی چلی گئی۔گلابی آنکھیں اپنے ہاتھوں پر جھکائیں۔

یہ اس کی وہ غلطی تھی، جسے وہ کئی سالوں سے دہراتی آرہی تھی۔

آنکھیں بھرنے لگیں۔تکلیف سی تھی جو دل کو جکڑ رہی تھی۔

اب اسے یہ چکر توڑنا تھا۔

پلکوں پر ٹکے آنسو چہرے پر لڑھک گئے۔

اسے اپنی کمزوریوں پر قابو پانا تھا تاکہ کوئی اور اس کی ذات کا استحصال نہ کر سکے۔

دھوکہ دہی کی اس اذیت نے اسے زندگی کا ایک اہم گر سکھا دیا تھا۔

****

شہر کی حدود سے باہر طویل رقبے پر پھیلا وہ جنگل وحشت ناک لگتا تھا۔ مضبوط درختوں کے گھنے سائے تاریکی میں دہشت کا اضافہ کر رہے تھے۔ دم توڑتی رات میں دور کہیں کوئی بھیڑیا اپنے زخموں کو چاٹتا، رو رہا تھا۔ اس کی اذیت ناک آواز لمحے کے بلند ہوتی، خاموشی کو مجروح کرتی اور پھر سکوت چھا جاتا۔ الوؤں کی جنبش سے پیدا ہوتی پتوں کی سرسراہٹ وحشت میں اپنا حصہ ڈال رہی تھی۔ گرے ہوئے، سوکھے پتوں کو روندتے ہوئے اگر تم خاموشی سے آگے آؤ تو درختوں کے جھنڈ کے پیچھے تمہیں سیاہ سا طویل قامت ہیولہ دکھائی دے گا۔ غور کرنے پر کوٹھری نما گھر کی ہیئت واضح ہونے لگے گی۔

www.novelsclubb.com

جس پل زیان ارتضی سفید کمرے میں وہ کٹھور فیصلہ لے رہا تھا، تب اس جنگل میں کھڑی سیاہ کوٹھری میں دہشت کا راج تھا۔ دم توڑتی رات میں سنگینی اتری ہوئی تھی۔

کوٹھری میں سفید روشنیاں بکھری تھی۔ابتہاج خاموشی سے پیچھے کو ٹیک لگائے سامنے بیٹھے نفوس کو دیکھ رہے تھے۔کرسی کے کنارے پر ٹکی ملائکہ بار بار پہلو بدلتی۔چہرے پر بے چینی تھی۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں،اعتزاز۔"اس نے ضبط سے کہا۔

اعتزاز نے سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر کندھے اچکائے۔لبوں پر جاندار مسکراہٹ بکھری تھی۔

"کیا؟"

www.novelsclubb.com

ملائکہ کے سر پر لگی، تلووں پر بجھی۔

"تم نے مجھے مضبوط کیس کیوں نہیں بنانے دیا؟زیان کل ہی باہر ہو گا۔"اس نے تحمل سے سوال کیا۔

"جیل میں ڈال دینے سے مزہ نہیں آئے گا۔ یہ قید اس پر صرف ایک طریقے سے اثر انداز ہو گی۔ مگر مجھے اس کی اذیتوں میں variations چاہیئں۔ جب باہر آئے گا تو کوئی نہ کوئی نیا جال بچھا دوں گا۔"

وہ سر صوفے کی پشت سے ٹکائے، آنکھیں بند کئے مدھم آواز میں کہہ رہا تھا۔ ابتہاج نے سیگریٹ لبوں میں دبا کر سانس اندر کو کھینچی اور ایک گہری، اندر تک اترتی نگاہ اس پر ڈالی۔

"وہ میرا شکار ہے، جس پر تم اتنے استحقاق سے حق جما رہے ہو۔" ملائکہ نے چبا چبا کر کہا۔ اعتزاز استہزائیہ انداز میں مسکرایا۔

"غلط۔ وہ میرا شکار ہے، جس کے ساتھ کھیلنے کا میں تمہیں موقع دے رہا ہوں۔" وہ آنکھیں کھول کر سیدھا ہوا اور اچٹتی ہوئی نگاہ اس پر ڈالی۔ "اگر زیادہ ہی مسئلہ ہو رہا ہے، تو اپنے راستے الگ کر لو۔"

ملائکہ ڈھیلی پڑی۔ایک یہی کام تو وہ نہیں کر سکتی تھی۔

"تو تمہارے خیال میں وہ اگلا کام کیا کر سکتا ہے؟"ابتہاج نے ملائکہ کی طرف نظریں پھیریں۔

"کچھ ایسا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا۔"کندھے اچکائے اس نے جواب دیا۔

اعتزاز کی آنکھوں میں دلچسپی امڈ آئی۔

"مثلاً؟"

www.novelsclubb.com

"کہانا،جو کسی نے نہیں سوچا۔اتنا تو میں اسے جانتی ہوں،اس کی برداشت اس تھپڑ نے ختم کر دی ہے۔وہ کسی نہ کسی طریقے سے اپنے دشمن کو ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا۔"

"کیسے؟ وہ شروع سے کہاں سے کرے گا؟ اس کے پاس کوئی کلیو ہونا چاہیے۔"
ابتہاج کے انداز نے نا سمجھی تھی۔

"اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔" ملائکہ نے ناک سے مکھی اڑائی۔ "اکیس سال ایک گھر میں رہنے کے باوجود وہ میرے بارے میں نہیں جان سکا۔ اب کیا جان لے گا؟"

"اس لئے نہیں جان سکا تھا، کیونکہ اسے تم میں دلچسپی نہیں تھی۔ اپنے دشمن کو کمتر سمجھنے کی ٹپیکل غلطی نہ دہراؤ۔ یہ نہ ہو کہ کسی دن وہ تمہارے سر پر پہنچ جائے اور تمہیں پتہ ہی نہ ہو۔" اعتزاز نے طنزیہ انداز میں کہتے ہوئے پینٹ کی جیب سے لائٹر نکالا۔ ملائکہ نے بڑبڑا کر سر جھٹک دیا۔

"اس کی نگرانی کرواتے رہو، ابتہاج۔ مکمل اور مسلسل۔"

"تم اس کھیل کو کب ختم کرو گے؟ یہ تمہارے کریئر کو داؤ پر لگا رہا ہے۔" انہوں نے تحمل سے پوچھا۔

"تم ہو نا۔ تم سب سنبھال لو۔ میں اس وقت صرف ایک ہی کام پر فوکسڈ ہوں۔" لائٹر جلا کر اب وہ انہماک سے شعلے کو انگوٹھے کے پورے سے چھو رہا تھا۔ آنکھوں میں سرور اترنے لگا۔

ابتہاج نے سر جھٹک دیا۔ چہرے پر ناپسندیدگی تھی۔

*****

بالکونی کی فضا میں دبیز خاموشی بکھری تھی۔ کرسی کی پشت سے سر ٹکائے حسام کی نگاہیں سیاہ آسمان پر جمی تھیں۔ بھیگی آنکھوں میں مبہم کرب تھا۔ دل میں عجیب سا درد اٹھ رہا تھا۔ پل کے لئے جلتی آنکھوں کو بند کیا تو وہی اذیت میں ڈوبا منظر حواسوں پر چھانے لگا۔ دائیں ہاتھ میں برق کی کوئی لہر دوڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

وقت پیچھے کو پلٹنے لگا۔ماضی کی ریت اڑی اور حال پر بکھر گئی۔سب مبہم ہوتا گیا۔

وقت تھا اکیس سال قبل، لیکن حالات وہی تھے۔

آنکھوں پر ریڈنگ گلاسسز لگائے حسام مکمل فائل کی طرف متوجہ تھا جب دھاڑ سے دروازہ کھلا۔اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ابرو بے اختیار اکھٹے ہوئے۔

"یہ کون سا طریقہ ہے آنے کا؟"گلاسسز اتارتے ہوئے اس نے بغیر کسی خفگی سے پوچھا تھا۔فائل بند کر کے سائیڈ پر رکھ دی۔اس کی بات کو یکسر نظر انداز کرتے زیان نے اسی ہٹ دھرمی سے دروازہ زور سے بند کیا۔آواز گونج کر رہ گئی۔حسام نے گہری سانس لیتے ہوئے پیچھے کو ٹیک لگائی اور بغور اس کو دیکھا۔

لب بھینچے زرد چہرہ، بکھرے بال اور ماتھے پر پڑے بل۔سرخ آنکھوں میں دبا دبا اشتعال تھا۔

"کیا ہوا ہے؟"حسام نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے خود سے قریب کیا۔

بس اتنی سی بات تھی۔وہ گرم لمس، باپ کی آنکھوں کی چمک،ذرا سی محبت۔زیان ارتضی کے اندر کا طوفان جیسے لمحے کے لئے تھم سا گیا۔

"میں دو دن سے آپ کا ویٹ کر رہا ہوں۔" وہ مدھم پڑ گیا تھا۔لیکن ماتھے کے بل ہنوز برقرار تھے۔چار سال کی عمر میں بھی اس کا لہجہ صاف تھا۔

"کیوں؟"اس کے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرایا۔جیسے وہ جواب جانتا ہی نہیں تھا۔

"مجھے ممی کے پاس جانا ہے۔"اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

www.novelsclubb.com

حسام پل کے لئے خاموش ہو گیا۔اسی وجہ سے وہ گھر نہیں آیا تھا،وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"وہ نہیں آئیں گی۔" عام سے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے نگاہیں چرائے اس کی شرٹ کا اوپری بٹن بند کیا۔ زیان کی آنکھوں میں وحشت اتر آئی۔ وہ جھٹکے سے پیچھے ہوا۔

"آپ یہ کیوں کہہ رہے ہیں؟" آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔ وہ بار بار پلکیں جھپکا رہا تھا۔ وہ اپنے دادا جان کا بہادر بیٹا تھا، اسے نہیں رونا تھا۔

"کل ہم واٹر پارک چلیں؟" حسام نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ تھامے۔ اس کی آنکھوں میں ٹھہرا خوف بے بس کر رہا تھا۔

"ڈیڈ پلیز۔ مجھے ممی کے پاس جانا ہے، پلیز۔" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ اس کے ڈیڈ مذاق کر رہے تھے، وہ جانتا تھا لیکن دل ڈوب رہا تھا۔

"زیان تنگ نہیں کرو۔ کہا نا کہ وہ نہیں آئیں گی۔" اب کہ اس کے لہجے میں برہمی اتر آئی۔ بے بسی کا احساس اسے غصہ دلانے لگا تھا۔

"You have to tell me."

وہ پوری قوت سے چیخ اٹھا۔ برداشت بس یہیں تک تھی، ضبط کی انتہا بھی یہی تھی۔

پل کے لئے حسام سناٹے میں رہ گیا۔ آنکھوں میں بے یقینی ابھر کر معدوم ہوئی۔ بلاشبہ جو اس کے بیٹے کی آنکھوں میں ٹھہرا تھا، وہ تنفر ہی تھا۔

"یہاں سے جاؤ زیان، مجھے کام کرنے دو۔" بمشکل ضبط کرتے ہوئے اس نے سر جھٹک دیا۔

"اگر آپ مجھے نہیں لے کر جائیں گے تو میں خود ہی چلا جاؤں گا۔ میں کسی کی بات نہیں مانوں گا۔" اس کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔ ماتھے کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔

اگلے ہی لمحے حسام نے اس کے چہرے پر تھپڑ جڑ دیا۔ اس کی بھی برداشت ختم ہوئی۔ زیان شل سا اپنے باپ کو دیکھ کر رہ گیا، جس نے پہلی دفعہ اس پر ہاتھ اٹھایا تھا اور اٹھایا بھی کس بات پر تھا؟ اس کے اندر کا طوفان تھم گیا، سکوت چھا گیا۔

"اگر تم نے کچھ کرنے کے بارے میں سوچا بھی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

انگشت شہادت اٹھائے ابرو بھینچے جیسے اسے وارن کیا تھا۔

اس کی آنکھوں کی بے یقینی، ہاتھوں کی لرزش اور زرد چہرہ۔ حسام نے بے اختیار نگاہیں چرائیں۔ اسے لگا کہ اگلے ہی لمحے پھٹ پڑے گا مگر کچھ بھی نہیں ہوا۔ وہ آنکھوں کو رگڑتا، بالکل خاموشی سے مڑ گیا۔

ٹھیک ویسے ہی جیسے کئی سالوں بعد آج پلٹ گیا تھا۔ انہیں پتہ ہی نہ چلا کہ کب آنسو چہرے پر لڑھکنے لگے۔ ایک دفعہ پھر ان کے ہاتھوں سے سب پھسل رہا تھا۔ وہ اذیت میں تھا، یہ خیال ہی دل کو زخمی کر رہا تھا۔

ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑتے ہوئے انہوں نے موبائل نکالا اور کال لاگ کھول کر ایک نمبر ڈائل کیا۔ چند لمحوں بعد اٹھا لیا گیا۔

"کیا بنا؟" انہوں نے بنا تمہید کے پوچھا تھا۔ چند لمحے وہ دوسری طرف سنتے رہے۔

"تمہاری بات ہوئی اس سے؟" ان کے انداز میں جھجھک تھی یوں جیسے وہ کسی پر عیاں نہیں کرنا چاہتے تھے کہ انہیں اس کی پرواہ ہے۔ یہ انا بھی انسان کو انسان نہیں رہنے دیتی۔

جواب سن کر بے اختیار پیشانی مسلی۔ کال کاٹ کر سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ دور اندر کہیں پیشمانی امڈ رہی تھی۔ جو کئی سالوں پہلے محسوس نہیں ہوتا تھا، وہ ہونے لگا تھا۔ لیکن اب شائد پانی سر سے گزر چکا تھا۔

******

www.novelsclubb.com

کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کھڑکیوں کے پار رات اترتی دکھائی دے رہی تھی۔ ہائی لائٹر کا کیپ بند کرتے ہوئے زمل نے گردن موڑ کر کلاک کو دیکھا۔ سوئیاں گیارہ سے آگے بڑھ رہی تھی۔ آنکھیں مسلتے ہوئے اس نے کتاب اٹھائی اور پیچھے کو ٹیک لگا لی۔

"چند ٹاپکس سمجھا کر خود کو برتر سمجھنے لگی ہو؟"

اس نے بیزاری سے سر جھٹکا۔اس لمحے خود پر شدید غصہ چڑھا کہ کیوں وہ ان آوازوں سے خود کو چھڑا نہیں پاتی۔لب بھینچتے ہوئے اس نے صفحہ پلٹایا مگر ذہن منتشر ہو چکا تھا۔ تھک کر سر بیڈ کراؤن سے ٹکا دیا۔ کئی منظر آنکھوں کے سامنے گھومے تھے۔راکھ میں دبے، برف میں دفن مگر آگ میں سلگتے ہوئے۔

"زمل، بس کر دو، اٹھ جاؤ کھانا کھالو۔" عالیہ نے خفگی سے اس کے آگے سے کتاب اٹھالی۔

"بس تھوڑا سا رہ گیا ہے۔" وہ آنکھیں بند کئے فارمولا دہرا رہی تھی۔

"پیپر نہیں ہے صبح تمہارا۔اٹھ جاؤ زمل، مہر انتظار کر رہی ہے۔" انہوں نے آخر میں برہمی سے کہا۔زمل نے خفگی سے انہیں دیکھا پھر کتاب بند کرتے ہوئے اٹھ

گئی۔عالیہ نے سر جھٹک کر اسے جاتے دیکھا۔انہیں پتہ تھا کہ کھانا کھانے کے بعد وہ دوبارہ کتاب کھول کر بیٹھ جائے گی۔

وقت تھوڑا سا مزید سرک گیا۔چند دن سورج کی روشنیوں میں پگھل گئے۔

"میں نے اتنی محنت کی تھی، پھر بھی ایسا ہوا۔" وہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔عالیہ نے گہری سانس لی۔ایک نگاہ ٹیبل پر رکھے صفحے پر ڈالی جس میں بے شمار غلطیاں نظر آ رہی تھیں۔نیلی سے زیادہ سرخ روشنائی واضح تھی۔انہوں نے تاسف سے اپنی بیٹی کو دیکھا، جس کے ساتھ حادثہ بعد میں ہوتا تھا اور روتی وہ پہلے تھی۔

"بس کر دو، زمل۔کچھ نہیں ہو گیا۔یہ آخری ٹیسٹ نہیں تھا، اگلی دفعہ پھر ٹرائے کرنا۔" انہوں نے اس کے بال سمیٹتے ہوئے سمجھانے کی ناکام کوشش کی۔اس کی ہچکیوں میں تیزی آ گئی۔

"میرے ساتھ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے۔" اصل غم تو یہ تھا۔ "حمیرا تھوڑا سا پڑھتی ہے اور ٹاپ کر لیتی ہے، میں اتنا زیادہ پڑھتی ہوں پھر بھی نمبر کٹ جاتے ہیں۔"

ریت گھڑی سے پھسلتی ریت وقت کو آگے بڑھاتی رہی۔

"کیا ہوا زمل؟" عالیہ نے کچن سے نکلیں تو وہ سامنے ہی گم صم سی بیٹھی دکھائی دی۔

"کیا لڑکیاں کچھ نہیں کر سکتیں؟"

"یہ کس نے کہا؟" انہوں نے اچھنبے سے پوچھا۔

"تائی کہہ رہی تھیں۔ صیغم ہمیشہ فرسٹ آتا ہے، میری تو کبھی پوزیشن نہیں آئی۔"

عالیہ نے ضبط سے گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

"ان کی باتوں کو چھوڑو، وہ ایسے ہی کہہ رہی تھیں۔ لڑکیاں بھی بہت کچھ کر سکتی ہیں۔ تمہاری پوزیشن نہیں آتی لیکن نمبر تو اچھے ہوتے ہیں نا۔ ایسے نہیں سوچتے۔" انہوں نے نرمی سے سمجھایا۔

وقت سالوں آگے بڑھتا گیا۔ وہ کچن میں کھڑی ٹرے میں لوازمات سیٹ کر رہی تھی۔ ابرو خفگی سے بھینچ رکھے تھے۔ لاؤنج سے آتی تایا عابد کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی۔ وہ اپنی فیملی کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔

ارے رہنے دو، عالیہ۔ کچھ نہیں کرتیں یہ لڑکیاں۔ جتنا زیادہ پڑھتی ہیں، اتنی ہی خودسر ہو جاتی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

عابد کی کروفر میں ڈوبی آواز نے اس کے ہاتھ سست کر دیئے تھے۔ جھکی پلکوں میں ارتعاش پیدا ہوا۔

"وہ شکیل کی بیٹی یاد ہے؟ باپ نے پڑھنے کے لئے شہر بھیجا تھا، اگلے مہینے ہی کسی کے ساتھ بھاگ گئی تھی۔ میں تو کہتا ہوں کہ جن گھروں میں بیٹیاں ہوں، ماں باپ کی نیندیں تو ویسے ہی حرام ہو جاتی ہیں۔"

خون کا شدید ابال اسے اپنے اندر اٹھتا محسوس ہوا۔ گال دہکنے لگے۔ ٹھک سے مرتبان واپس رکھا۔

"بھئی ہمت ہے تمہاری اعظم۔ ابھی تو خیر سے جب رشتوں کی باری آئے گی تو زیادہ مسئلہ ہو گا۔ کوئی مدد چاہیے ہو تو ضرور بتانا۔"

بے بسی کے احساس سے اس کی آنکھیں گیلی پڑنے لگیں۔

"خدا اور اپنی تربیت پر یقین ہو تو راتوں کی نیند بہت پر سکون ہوتی ہے بھائی۔ رہی بات رشتوں کی، تو مجھے پورا بھروسہ ہے کہ میری بیٹیوں کا نصیب ایسا ہو گا کہ دنیا دیکھے گی۔ آپ فکر نہ کریں۔" پر سکون اور ٹھنڈے لہجے میں اعظم بولے۔

پل کے سب رک گیا تھا۔ گردش بحال ہوئی تو اس کے لب ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ایک نم سی نگاہ اس نے کھڑکی کے پار آسمان پر ڈالی۔

کیا کبھی ایسا ہوا تھا کہ اس کے باپ نے اس کا مان نہ رکھا ہو؟

زمل نے سر جھٹک کر خود کو خیالات کے منجدھار سے نکالا اور سیدھی ہو کر بیٹھی۔ گہری سانس کھینچتے ہوئے بالوں کو جوڑے میں باندھنے لگی۔آنکھوں میں واضح کچھ بدل گیا تھا۔

نئی چاہ کا تاثر، عزمِ نو کا احساس۔

www.novelsclubb.com

*****

سی کلاس کے اس کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔چابی گھمانے کی آواز پر زیان نے گردن موڑ کر دیکھا۔آنکھیں شب خوابی کی گواہی دے رہی تھیں۔چہرہ بھی زرد تھا۔وہ اڑتالیس گھنٹوں میں مزید پژمردہ ہو گیا تھا۔

"مبارک ہو، عارب نے اس ملازم کو ڈھونڈ لیا ہے، جس نے ڈر گزر رکھی تھیں۔" شکیب جوش سے کہہ رہے تھے۔ زیان بے تاثر چہرے کے ساتھ وہیں بیٹھا انہیں دیکھتا رہا۔

"بس کچھ کاغذی کاروائی کے بعد تمہیں رہا کر دیں گے۔"

"عارب کہاں ہے؟" زیان نے ان کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"اپنی ڈیوٹی پر، لیکن اس کا مسلسل مجھ سے رابطہ ہے۔"

"ایک کام کر سکتے ہیں؟" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ شکیب نے ابرو چکائے۔ کام سن کر انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن کیوں؟ اس کا کیا فائدہ ہے؟" انہیں اس کام کا کوئی سر پیر نظر نہیں آیا۔

"سرپرائز۔" اس نے کندھے اچکا دیئے۔ چہرہ ویسے ہی سپاٹ تھا۔

پھر جب شام کے سائے گہرے ہونے لگے تو عارب نے کار پولیس اسٹیشن کے باہر روکی اور سیٹ بیلٹ کھولتے ہوئے گردن موڑ کر باسل کو دیکھا جو سوچتی نگاہوں سے عمارت کو دیکھ رہا تھا۔

"آر یو شیور کہ وہ ہم سے مل لے گا؟" اس کے دیکھنے پر باسل نے پوچھا۔

"آف کورس، اگلے ایک گھنٹے تک اسے رہا کر دیں گے۔"

"تمہیں یہ سب اتنا سیدھا کیوں لگ رہا ہے؟ مقابل زیان ہے۔" باسل نے جیسے اسے یاد دلایا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے لگتا ہے کہ باسل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تمہاری بات ہوئی تھی اس سے؟" مائعزم نے پوچھا۔

"نہیں، اس کے وکیل نے یہ ٹائم دیا تھا۔ تم لوگ خوامخواہ وہم پال رہے ہو۔" عارب نے اکتا کر کہا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

"تاریخ گواہ ہے کہ عارب عمر نے جب بھی ہماری بات نہیں سنی، ہم نے خسارہ ہی اٹھایا۔ تمہیں ایک دفعہ زیان سے بات کر لینی چاہیے تھی۔" انابیہ نے باہر نکلتے ہوئے پہلے باسل کو بتایا اور پھر آخر فقرہ عارب سے کہا۔

"اب کر لوں گا۔" وہ ان سنی کرتا پتھریلی روش پر قدم بڑھا رہا تھا جب بے اختیار رک گیا۔ سامنے سے سیاہ سوٹ میں زیان کے وکیل شکیب چلتے آ رہے تھے۔ وہ اکیلے تھے۔ مائعزم اور انابیہ نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔

"مبارک ہو، کام ہو گیا۔" انابیہ بڑبڑائی۔ مائعزم کی آنکھوں میں کچھ زخمی ہوا تھا۔ باسل نے گہری سانس لے کر بازو لپیٹتے ہوئے عارب کو دیکھا جو ناسمجھی سے شکیب کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"السلام علیکم سر، زیان کہاں ہے؟"

شکیب نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔

"اسے یہاں سے نکلے چار گھنٹے ہو چکے ہیں۔"

باسل نے بے اختیار ابرو چکائے۔عارب نے بے یقینی سے انہیں دیکھا پھر مڑ کر انابیہ کو جس نے جتاتی نگاہوں کے ساتھ کندھے اچکا دیئے۔

"لیکن آپ نے کہا تھا کہ شام تک رہا کریں گے۔یہ ٹائم آپ نے ہی دیا تھا۔"

"معذرت عارب، مگر زیان نے یہی کہا تھا کہ کسی کو نہ بتایا جائے۔اسے چار گھنٹے پہلے ہی رہا کر دیا گیا تھا۔"

"کچھ اندازہ ہے کہ وہ کہاں گیا ہے؟" باسل نے پوچھا۔شکیب نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے پھر معذرت کی اور داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"اب کیا کریں؟" عارب ان کی طرف پلٹا۔اس کے چہرے پر بے بسی تھی۔

"پہلے یہ سوچو کہ اس نے قدم اٹھایا کیوں؟" انابیہ نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"جو ماموں نے اس کے ساتھ کیا تھا، میرا نہیں خیال کہ اس کے بعد وہ کسی کا سامنا کرنا چاہے گا۔" عارب نے تلخی سے کہا۔

"یہ دوسری وجہ ہے، پہلی کچھ اور ہے۔" مائعزم نے گہری سانس لی۔ "وہ کچھ کرنے والا ہے۔"

باسل نے سینے پر بازو لپیٹ کر سر کو خم دیا۔

"درست۔"

"کیا؟"

www.novelsclubb.com

"میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ اتنا ضرور جانتی ہوں کہ اسے ڈھونڈنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

"لیکن میں پھر بھی ڈھونڈوں گا۔" عارب قطعیت سے کہتا کار کی طرف بڑھ گیا۔ انداز میں تھکن نمایاں تھی۔ انابیہ نے لب کاٹتے ہوئے اسے جاتے دیکھا۔

"عجیب گھن چکر حالات ہیں۔" وہ بے بسی بھری تلخی سے بڑبڑائی۔

"اب کچھ بھی پہلے جیسا نہیں رہے گا۔" باسل نے گھمبیر لہجے میں کہتا ان کی سائیڈ سے نکل کر آگے چلا گیا۔

"ہماری اس سے ملاقات کو تین دن ہوئے ہیں لیکن یہ ایسے کیوں ظاہر کرتا ہے جیسے یہ زیان کو بہت جانتا ہے؟" مائعزم آنکھیں سکیڑے اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔

"کیا پتہ جانتا ہو۔ ہم جیسے بہت جانتے ہیں۔" طنز سے کہتے ہوئے انابیہ نے سر جھٹکا۔

www.novelsclubb.com

مائعزم نے تکان سے سر اٹھا کر شام میں بدلتے آسمان کو دیکھا۔ زخمی نگاہیں گیلی ہونے لگیں۔

کیا اس کی زندگی میں سب کا جانا ضروری ہوتا ہے؟

*****

آفندی ہاؤس میں چھایا سناٹا دبیز ہو رہا تھا۔ کنٹرول روم میں وہ نفوس مضطرب نظر آ رہے تھے۔

"کیا اتنا آسان تھا تم لوگوں کو ڈاج دینا؟" اعتزاز نے برف نگاہوں سے میز کے گرد بیٹھے افراد کو دیکھا۔ شرٹ کی آستین کہنیوں تک موڑے وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ان کے سامنے کھڑا تھا۔ گلاسسز سے جھلکتی آنکھوں میں تپش تھی۔

"باس، ہم اس سے مل تو نہیں سکتے تھے۔ ہمیں وہی پتہ تھا جو اس کے وکیل نے بتایا تھا۔" نائل نے ہمت مجتمع کر کے کہا۔ اعتزاز نے نگاہیں اس کی طرف پھیریں۔

"اس کے وکیل نے کہا کہ رہائی شام کو ہو گی تو تم لوگ منہ اٹھا کر واپس آ گئے؟" سینے پر بازو لپیٹے درشتی سے پوچھا۔ "کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ ہر پل اس کی نگرانی کروائی جائے گی؟

"اتنا ہائپر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔کم از کم چار گھنٹوں میں شہر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ہم ڈھونڈ سکتے ہیں۔" ملائکہ نے تحمل سے کہا۔اعتزاز نے استہزائیہ انداز میں انہیں دیکھا۔

"وہ زیان ارتضی ہے۔اس نے یہ قدم اٹھایا ہے یعنی کہ وہ کھائی میں چھلانگ لگانے کی تیاری کر چکا ہے۔اب ڈھونڈتے رہو اس کو، کیونکہ وہ نہیں ملنے والا۔" ایک کاٹ دار نگاہ ان سب پر ڈالی۔

"تم اسے اتنا جانتے کیسے ہو؟" ملائکہ نے تنک کر پوچھا۔

اعتزاز نے اس کی بات نظر انداز کر کے صیغم اور نائل کو دیکھا۔

"اپنی شکلیں گم کرو اور شہر سے باہر جاتے راستوں پر نگاہ رکھو۔مزید عارب اینڈ کو پر بھی نظر رکھنا۔ہو سکتا ہے کہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے ہی ہم اس تک پہنچ

جائیں۔اس دفعہ اگر کوئی غلطی ہوئی تو دوبارہ کچھ کرنے کے قابل نہیں رہو گے۔"

آخر میں اس نے سرد لہجے میں کہا تھا۔

ایک عرصے بعد کھیل اس کے ہاتھ سے نکلتا محسوس ہوا تھا۔

اس کے دشمن کو مخفی نہیں ہونا چاہیے۔

****

بریدہ پر چھائی صبح حبس زدہ ہو رہی تھی۔شہر سے باہر جاتی سڑک کے گرد ویران ریتیلے میدان تھے۔موڑ کاٹتے ہوئے اعظم نے گردن موڑ کر زمل کو دیکھا۔وہ سینے پر بازو لپیٹے خاموشی سے بھاگتے مناظر کو دیکھ رہی تھی۔

نقاب سے جھلکتی آنکھیں گلابی اور بوجھل لگتی تھیں۔

"کیا بات ہے؟"چند پلوں بعد انہوں نے نرمی سے پوچھا۔وہ اس کے انداز کا بدلاؤ بھانپ گئے تھے۔

زمل ہلکا سا چونکی۔ نظریں پھیر کر انہیں دیکھا۔

"ہمیشہ خلوص کا صلہ نہیں ملتا، ہے ناں؟" اس نے ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

اعظم نے گہری سانس لی۔

"کیونکہ وہ سنبھال لیا جاتا ہے۔"

"لیکن اس وقت دل تو زخمی ہو جاتا ہے۔"

"زخمی دل کے ناسور زندگی آسان بنا دیتے ہیں۔" وہ مبہم سا مسکرائے۔ "اگر آپ سمجھیں۔"

زمل نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

"مطلب؟"

www.novelsclubb.com

"یہ اذیتیں زندگی کا وہ رخ سمجھا جاتی ہیں جن سے ہم پہلے انجان ہوتے ہیں۔ وہ رخ سیکھ جائیں تو زندگی آسان ہو جاتی ہے۔"

خاموشی سے سنتے ہوئے اس کی انگلیاں آپس میں الجھ رہی تھیں۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کی ذات کی گرہوں کو کھول دیں گے۔

"آپ جانتی تو ہوں گی کہ انسان کو اس کی محبوب شے سے آزمایا جاتا ہے۔ کبھی سوچا ہے کیوں؟"

طویل رقبے پر پھیلی ریت کو دیکھتے ہوئے وہ لمحے کے لئے چونکی۔ ذہن دوڑایا۔ قدموں کے نشانات کی طرح ریت پر جواب ابھرنے لگا مگر وہ خاموش رہی۔ باپ سے سننا زیادہ اچھا لگتا تھا۔

"وہ محبوب شے ہماری کمزوری ہوتی ہے یا ہماری کمزوری ہمیں محبوب ہوتی ہے۔ دونوں صورتوں میں ہم اس کے آگے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔ ہم بے بس

ہوتے ہیں۔ لیکن زمل، سوچنے کی بات ہے کہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے وہ العزیز ہے، عزت والا۔ اس نے اپنے عبد کو بھی عزت دار بنایا ہے۔ کیا اسے پسند آئے گا کہ ہم اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات، معمولی کمزوریوں یا پھر دنیا کے آگے جھک جائیں؟ نہیں۔" سکون سے کہتے ہوئے سر ہلایا۔

گزشتہ دن کی سیاہی جیسے دھیرے دھیرے مدھم ہو رہی تھی۔

"وہ ہمیں مضبوط اور عزت دار دیکھنا چاہتا ہے۔ ان کمزوریوں اور دنیاوی سہاروں سے آزاد کر دینا چاہتا ہے۔ اسی لئے محبوب سے آزماتا ہے تاکہ ہم ان چیزوں سے آزاد ہو جائیں۔ کیونکہ ایک دفعہ خوف سامنے آجائے تو پھر وہ خوف نہیں رہتا۔ پھر دل آزاد ہو جاتا ہے۔"

نرمی سے کہتے ہوئے انہوں نے گردن موڑی۔ وہ ویسے ہی سامنے دیکھ رہی تھی۔

"رہی بات، صلے کی تو وہ تب مل جائے گا جب آپ کو اس کی اشد ضرورت ہو گی۔ جب راستے بند ہوں گے تب وہ روشنی وہیں سے آئے گی۔"

زمل نے پلکیں جھپکائیں تو کئی آنسو لڑھک کر نقاب میں جذب ہو گئے۔

"میں جانتا ہوں کہ آج ٹیسٹ دیتے ہوئے آپ اپنی امی کو مس کر رہی ہیں کیونکہ یہ آپ کے خوابوں کی طرف پہلا قدم ہے۔" ان کی دھیمی آواز میں انجانا سا ملال تھا۔ "لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ آپ پر ویسا ہی فخر کریں گی جیسا مجھے ہے۔"

اس کا دل رک کر دھڑکا۔ آنسو جیسے پل کے لئے جم گئے۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی کامیابی پر مجھ سے زیادہ کوئی نہیں خوش ہو گا اور اگر ناکامی ہوتی ہے تو یقین جانیں، آپ تب بھی مجھے لمحے کے لئے مایوس نہیں کریں گی کیونکہ میں اپنی بہادر بیٹی کو جانتا ہوں۔"

اس کے حلق میں جیسے کوئی پھندا سا پڑ گیا تھا۔وہ اس کے شبہات جان گئے تھے۔باپ کو مایوس کر دینے کا خوف بھانپ گئے تھے۔

"بہادر؟"اس نے گردن موڑ کر رندھی آواز میں جیسے پوچھا تھا۔

وہ دل سے مسکرائے۔کار روک دی۔زمل نے سر اٹھا کر دیکھا۔ٹیسٹ سینٹر کا مطلوبہ گیٹ سامنے تھا۔اس نے نگاہیں موڑیں۔اعظم ویسے ہی اسے دیکھ رہے تھے۔

"کیا گر کر دوبارہ اٹھنے والی بہادری آپ نے ہمیشہ نہیں دکھائی؟"

لمحے کے لئے زمل کا سانس تھم گیا۔دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔آنسوؤں کی دھند ہٹنے لگی تو اس نے دیکھا کہ ایک نئی شبیہ ابھر رہی تھی۔

"کمزوریاں ہر انسان میں ہوتی ہیں،ان پر کام کرنا چاہیے،ان پر قابو پانا چاہیے۔لیکن ان کمزوریوں کو آپ پر یوں حاوی نہیں ہونا چاہیے زمل کہ آپ اپنی

www.novelsclubb.com

جدوجہد، خوبیاں اور کامیابیاں بھول جائیں۔ایک لمحے کے لئے اپنی زندگی پر نظر دوڑائیں کہ آپ نے کیا کچھ سروائیو کیا ہے۔تب آپ جانیں گی کہ آپ نے اپنے حصے کی بہادری دکھائی ہے۔"

کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں زمل نے آنکھیں رگڑیں۔کئی ٹکڑے نگاہوں کے سامنے گھومے۔

ٹیسٹ میں اوسط سکور کرنے بعد وہ سب بھلائے اگلے گول کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اس نے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں سے اپنی ماں کی قبر پر مٹی بکھیری تھی۔

وہ کمال ہمت سے بلکتی ہوئی حبہ کو سنبھال رہی تھی۔گم صم سی مہر کو سمجھاتے ہوئے ساتھ لگالیا۔

اندھیرے کمرے میں اس کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔وہ آنسو جو دنیا کے سامنے مخفی رکھے تھے،رات کی سیاہی میں کسی تیزاب کی طرح دل کو جھلسا رہے تھے۔

اس سے غلطیاں ہوئی تھیں لیکن اس نے اپنی بکھرتی ذات کو سمیٹا بھی تھا۔

ٹشو کھینچتے ہوئے زمل نے نگاہیں پھیر کر باپ کو دیکھا جو ہلکا سا مسکرائے۔

"گڈ لک۔"انہوں نے اس کا سر تھپکا۔"آپ کر لیں گی،کیونکہ آپ ہی یہ کر سکتی ہیں۔"

اس مضبوطی اور مان کے لئے وہ سب قربان کر سکتی تھی۔ساری کلفت بھلائے وہ دل سے مسکرائی اور سر کو خم دیتی باہر نکل آئی۔سر اٹھا کر بلند عمارت کو دیکھا۔

پہلا قدم اونچے خوابوں کی طرف۔

اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس کھینچی اور تنے اعصاب کو پر سکون کرنا چاہا۔

نئی جہد کا آغاز،ایک کوشش اور سہی۔

یہی اس کی سب سے بڑی خوبی تھی۔

زمل اعظم گر کر دوبارہ اٹھ چکی تھی۔

******

زیان ارتضی۔

پرکشش مگر بے تاثر کتھئی آنکھوں والا وہ نوجوان جس کی ساری زندگی ایک ہی مدار کے گرد گھومی تھی۔اس کی زندگی کے ہر اسٹیپ میں ایک چیز مشترک رہی تھی۔

عزت۔

www.novelsclubb.com

سڑک کے کنارے لگی درختوں کی باڑ کے پیچھے وہ کھڑا تھا۔جینز پر سیاہ شرٹ پہنے،پی کیپ کو ماتھے پر جھکائے اس نے چہرے کو ماسک سے چھپایا ہوا تھا۔درخت سے ٹیک لگائے اس کی نگاہیں سڑک پر جمی تھیں۔ تبھی سیاہ کار رکتی دکھائی

دی۔اس نے گہری سانس اندر کو کھینچی اور سیدھا ہوا۔کار کا دروازہ کھول کر ایک نوجوان ملازم باہر نکلا۔

"سر،اس میں سب سامان ہے۔"اس نے کار کی کیز اس کی طرف بڑھاتے ہوئے مودب انداز میں کہا تھا۔

"تمہیں حانم سے رقم مل جائے گی۔میرا ایفرنس دے دینا۔"چہرہ اب بھی سپاٹ تھا۔کیز تھام کر وہ دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔اکرم پیچھے ہو گیا۔وہ یاسیت سے اسے جاتے دیکھتا رہا۔

اسے علم تھا کہ وہ کسی گھناؤنے کھیل میں مہرہ بنایا گیا تھا۔اس کی ڈوریاں کسی نے بہت مہارت سے ہلائی تھیں اور وہ مکمل ان کے شکنجے میں بے بس تھا۔وہ خاموش رہا،کیونکہ کوئی راستہ نہیں دکھائی دیتا تھا،جس پر وہ قدم بڑھا سکتا۔لیکن یہ چوتھا وار،مختلف تھا۔شدید تھا۔قبر میں ٹھونکی گئی آخری کیل تھا۔

اسلام آباد میں کھڑا وہ چھوٹا سا گھر کئی سالوں سے خاموش پڑا تھا۔وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بے تاثر چہرے سے ساتھ اطراف میں دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟ میں نے وہ گھر تمہیں دیا تھا، تمہارا ہی ہوا نا۔" سالوں پہلے کی آواز گونجی۔زیان کے سپاٹ تاثرات میں دراڑ پڑی۔دل میں ہوک اٹھی۔وہ اسی لئے اس گھر میں نہیں آتا تھا۔یہ حواسوں پر حاوی ہوتا تھا۔

"آئی مس یو دادا جان۔" ہمیشہ کی طرح وہ زخمی انداز میں بڑبڑایا تھا۔

اب اس کی باری تھی۔چال اس کی ہونی تھی۔کھیل اسے ترتیب دینا تھا۔لیکن فی الوقت اسے خاموشی سے انتظار کرنا تھا کیونکہ جذبات میں لئے گئے قدم اسے اندھی کھائی میں دھکیل سکتے تھے۔اس کے وار کا اثر دیرپا ہونا چاہیے تھا۔

"میرے اکاؤنٹ میں کتنی رقم ہے؟" وہ موبائل کان سے لگائے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔دوسری جانب جواب سن کر آنکھوں میں طمانیت اتر آئی۔بنا کچھ کہے کال

کاٹ دی۔چند لمحوں بعد اس نے موبائل سے سم نکالی اور ٹیبل پر پڑی قینچی اٹھالی۔ دو ٹکڑوں میں سم کو تقسیم کر کے اس نے ڈسٹ بن میں اچھال دیا۔

رابطے کی ہر امید اس نے ختم کر دی تھی۔پل کے لئے دل خالی ہو گیا۔جنہیں چھوڑ دیا تھا،انہیں چھوڑنا آسان نہیں تھا۔

اسے اپنی بکھری ذات کو اکھٹا کرنا تھا۔ماضی کے اس بھیانک آسیب سے خود کو نکال کر مضبوط ہونا تھا۔اپنے قدم جمانے کے لئے اسے لمبا سفر درکار تھا۔لیکن زیان ارتضی نے ٹھان لیا تھا۔

وہ خود کو سمیٹنے کے لئے خود کو وقت دے گا۔

www.novelsclubb.com

لیپ ٹاپ پر نگاہیں جمائے اس نے اینٹر کا بٹن دبایا اور پیچھے ہوا۔موبائل اٹھا کر 'ڈن' ٹائپ کر دیا۔اگلے چند لمحوں بعد میسج ٹون بجی۔بینک کی جانب سے اس کے

اکاؤنٹ میں رقم موصول ہونے کی اطلاع دی گئی تھی۔لبوں پر وہی تیکھی مسکراہٹ امڈ آئی۔

کیا تمہیں یاد ہے کہ وہ فری لانسر بھی تھا؟

وہ جانتا تھا کہ اس کے دوست اور دشمن دونوں اسے ڈھونڈنے کے لئے زمین آسمان ایک کر دیں گے۔انہیں کوشش کرنے دو۔پہلے وہ مہرہ تھا،اب وہ تماشائی بنا اور بہت جلد کھلاڑی بن جائے گا۔

شرط صرف انتظار۔

www.novelsclubb.com

محتاط انداز میں اس نے ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔بالآخر چار دن کی نگرانی کے بعد جے پال اسے نکلتا ہوا دکھائی دے گیا تھا۔لیکن اس کی کار میں دو لوگ مزید بھی تھے۔اگلی کار اب ایک گاؤں میں داخل ہو چکی تھی۔شام اترتے ہی گھروں کے دروازے بند ہو رہے تھے۔کار رک گئی تو زیان نے بھی بریک لگا دی۔کار سے نکلتے

ہوئے اس نے نجانے کیا سوچ کر گلو کمپارٹمنٹ سے ریوالور اٹھالیا۔احتیاط سے دیوار کی اوٹ میں کھڑے ہو کر گردن موڑ کر دیکھا،اگلے ہی لمحے وہ سناٹے میں رہ گیا تھا۔وہ تین لوگ ایک بچے کو زبردستی ساتھ لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔بچہ مزاحمت کر رہا تھا لیکن منہ پر جمے ہاتھ کی وجہ سے آواز نکالنے سے قاصر تھا۔اس کی آنکھوں میں گہری دہشت تھی۔

زیان نے آنکھیں بند کر کے سانس اندر کو کھینچی۔نشانہ باندھنے کا وقت نہیں تھا۔وہ برق رفتاری سے دیوار کی اوٹ سے نکلا اور سامنے کھڑے نفوس کو سوچنے سمجھنے کا وقت دیئے بغیر پے در پے فائر کرتا گیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے پاس کڑی تھی،زنجیر بنانے کے لئے باقی کڑیاں درکار تھیں۔اس نے جو کرنا تھا،اس سے قبل اس کے پاس آٹھ دن تھے۔وہ ان دنوں میں کچھ نہ کچھ پتہ لگا سکتا تھا۔

شام کے بڑھتے اندھیرے میں جسم کے فرش پر گھسیٹے جانے کی آواز ہیبت ناک لگ رہی تھی۔ایک کھلے نالے کے پاس جے پال منہ کے بل گرا تھا۔اس کی دائیں ٹانگ سے خون ابل رہا تھا۔کراہتے ہوئے اس نے بمشکل پنجوں کے بل سامنے بیٹھے نوجوان کو دیکھا جس نے چہرہ ماسک سے چھپایا ہوا تھا۔کتھئی آنکھوں کی سختی اندھیرے میں بھی واضح تھی۔

"تمہارے ساتھیوں کو پولیس لے جا چکی ہے۔تمہیں میں یہاں لے آیا۔"وہ نگاہیں اس پر جمائے برف انداز میں کہہ رہا تھا۔"اب میری اتنی محنت کا صلہ دو اور میرے سوالوں کے جواب بھی۔"

www.novelsclubb.com

اس نے ریوالور کی نال جے پال کے گھٹنے پر رکھتے ہوئے کہا۔انداز میں جو تنبیہ تھی،اس نے جے پال کو جھرجھری لینے پر مجبور کر دیا۔

"دانیال ابرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟"

اسے اپنی تفتیش روکنی تھی۔جانے کا وقت آچکا تھا۔اونچی چھلانگ لگانے سے قبل چند قدم پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔سو وہ بھی پیچھے ہٹ رہا تھا۔لیکن ایک بات طے تھی۔

جب زیان ارتضی لوٹے گا تو فاسدین کی سیاہی گھٹاٹوپ اندھیروں میں بدل جائے گی۔

شہر سے چند کلو میٹر دور وہ گاؤں آباد تھا۔اس گاؤں کے کنارے پر وہ طویل، خستہ حال حویلی پھیلی تھی۔نیلے اورزنگ آلود آہنی گیٹ کے آگے وہ کھڑا تھا۔جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بے تاثر آنکھوں والا نوجوان، جو ہر گزرتے دن کے ساتھ ٹھنڈا پڑتا جارہا تھا۔انداز میں بے رحمی بڑھتی جارہی تھی۔

جے پال نے اس حویلی کا بتایا تھا۔دانیال ابرار کو اغوا کر کے یہاں لایا گیا تھا۔ایک اچٹتی نگاہ گیٹ پر ڈال کر وہ پلٹ گیا۔اس معاملے کو 'کوئی' اور دیکھے گا۔

بقا کی اس جنگ کا آغاز اس نے تنہا کیا تھا۔ یہ اس کے سروائیول کی جنگ تھی۔ اس کے زندہ رہنے کی جنگ تھی۔ وہ اپنا انجام جانتا تھا۔ سو قبر کھود کر اس سفر پر نکلا تھا۔ اسے کسی کو شامل نہیں کرنا تھا۔

لیپ ٹاپ آف کرتے ہوئے اس نے سائیڈ پر رکھا اور اٹھنے ہی لگا تھا جب سر کے پچھلے حصے میں شدید درد اٹھا۔ لمحے بھر کو بصارت دھندلا گئی۔ اس نے بے اختیار مٹھیاں بھینچ کر آنکھیں بند کر لیں۔ گہرے سانس لیتے ہوئے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ جسم بے جان ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا مائیگرین بہتر گھنٹوں سے پہلے ختم نہیں ہوتا تھا۔ سفید روشنیوں میں سائیڈ ٹیبل پر پڑا سبز پاسپورٹ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ٹکٹ پر چمکتے الفاظ واضح تھے۔

To Kingdom of Saudia Arabia.

اسے بس ایک کام کرنا تھا۔ اسے اس لمحے تک زندہ رہنا تھا جب اس کے دشمن اس کے سامنے تڑپیں۔ اپنی بقا کی یہ جنگ اس پل تک لڑتے رہنا تھی جب اس کے مجرم

www.novelsclubb.com

اسی اذیت میں ڈوبیں جس سے وہ گزرا تھا۔اس کے لئے یہ کھیل جیتنا ضروری نہیں تھا،اس کے لئے باقی رہنا ضروری تھا۔

زیان ارتضی کو اس لمحے تک زندہ رہنا چاہیے۔

******

کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔کھلی کھڑکی سے اندر آتی ہوا،پردوں کو پھڑ پھڑا رہی تھی۔وہ رائٹنگ ٹیبل پر بیٹھی انہماک سے لکھنے میں مصروف تھی۔بالوں کو کیچر میں جکڑے وہ اپنے کام کی طرف متوجہ تھی جب میسج ٹون بجی۔اس نے رک کر موبائل اٹھایا۔ابرو اکھٹے ہوئے۔

"زمل،رزلٹ آگیا ہے۔ویب سائٹ پر چیک کرو۔"وریشہ کا میسج پل کے لئے اس کے دل کی دھڑکن بے ترتیب کر گیا۔اس نے بے اختیار لب کاٹتے ہوئے آنکھیں

میچ کر گہری سانس لی۔ سارا اعتماد ہوا ہونے لگا۔ لٹ کان کے پیچھے اڑستے ہوئے وہ ویب سائٹ کھولنے لگی۔

سرمئی گھومتا چکرا سکرین پر چند لمحے چمکتا رہا پھر ہندسے ابھرتے چلے گئے۔

دل لمحے کے لئے کسی منجدھار میں ڈوبا تھا۔ اس کی آنکھوں میں دنیا جہاں کی بے یقینی امڈ آئی۔ سانس حلق میں اٹکنے لگا۔

وہ پاس ہو گئی تھی لیکن...

صرف پاس نہیں ہونا تھا۔ میرٹ تک جانا تھا۔

www.novelsclubb.com

سفید اسکرین پر کھلی اس کی پرسنٹ ایج ساری امیدوں کو خاک کر رہی تھی۔ صرف دو فیصد کی کمی؟

اس کے ہاتھ بے جان ہونے لگے۔وہ یک ٹک اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔خواب راکھ ہو رہے تھے۔اذیتیں نئے سرے سے امڈ رہی تھیں۔یہ تھا اس کی محنت کا صلہ؟

ایک بے نام سا آنسو ٹوٹ کر چہرے پر بہہ گیا۔وہ ہنوز سن سی اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ کر سکتی ہیں کیونکہ آپ ہی یہ کر سکتی ہیں۔"

وہ نہیں کر پائی تھی۔اس نے اپنے باپ کی امیدیں خاک میں ملا دی تھیں۔اپنے خواب راکھ کر دیئے تھے۔منزل کی پہلی سیڑھی پر وہ بری طرح شکست فاش ہوئی تھی۔

وہ عام سی لڑکی تھی۔اسے اونچے خواب نہیں دیکھنے چاہیے تھے۔

کرب سے آنکھیں میچتے ہوئے سسکی اس کے لبوں سے نکلی۔آنسو تیزی سے لڑھک رہے تھے۔اتنا قریب آکر وہ کیسے ہار سکتی ہے؟

چوکھٹ کا دروازہ دھکیلتے اعظم لمحے کے لئے رک گئے۔آنکھوں میں استعجاب امڈ آیا۔وہ سر ہاتھوں میں گرائے رو رہی تھی۔ان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔

"زمل، کیا ہوا ہے؟" وہ تیزی سے اس کی طرف آئے۔مقابل کرسی پر بیٹھتے ہوئے ان کے چہرے پر اضطراب تھا۔

زمل نے آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔دل پر لدا بوجھ بھاری ہوتا گیا۔وہ کیسے اس باپ کو مایوس کر سکتی ہے؟

"میں میرٹ تک نہیں پہنچ سکی۔" اس کی آواز لرز رہی تھی۔آنسو ویسے ہی لڑھک رہے تھے۔

پل کے لئے اعظم کچھ نہ کہہ سکے۔آنکھوں میں کچھ زخمی ہوا۔لیکن وہ بس ایک لمحہ تھا جو خاموشی سے گزر گیا۔انہوں نے گہری سانس لی۔

"تو کیا ہو گیا ہے بیٹا؟آپ نے کوشش کی تھی نا، نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔" پر سکون انداز میں کہتے ہوئے انہوں نے اس کے ہاتھ تھپکے۔

زمل نے ڈبڈبائی آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا۔وہ کیسے اپنی اذیت انہیں سمجھائے؟کوئی اسے نہیں سمجھ سکتا تھا۔زخموں کے کھرنڈ جیسے نئے سرے سے ادھڑ کر رسنے لگے تھے۔

"زمل،اٹس فائن۔یہ دوبارہ ہو جائے گا۔"انہوں نے جیسے بے بسی سے زور دیا۔

"دوبارہ بھی یہی ہو گا۔بار بار یہی ہو گا۔جب اتنے سالوں میں کچھ نہیں بدلا تو اب کیا بدلے گا اور کیوں بدلے گا؟"کرچیوں سی آواز میں کہتے ہوئے اس نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

وہ الفاظ جیسے سالوں قبل کی کہانی کو سامنے لے آئے تھے۔

حال اس کے انداز کی اذیت پر تھم سا گیا۔

ماضی نے خود کو دہرایا تھا، سو اب بھی پورے کروفر سے سامنے آ گیا۔

دو سال قبل کا وقت اپنی ساری کڑواہٹ اور تکلیف لئے ابھرا۔

وہ دن جس سے پہلے کی رات زمل اعظم کو ویران کر گئی تھی۔

کمرے میں موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا لیکن وقفے وقفے سے گونجتی سسکیاں خاموشی کو چیرتے ہوئے اذیتوں کو ثقیل کر دیتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ خالی نگاہوں سے سامنے بیٹھی مہر کو روتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ یوں جیسے وہ خود اپنے اندر کی ویرانی میں ڈوب گئی تھی۔ سرخ و متورم آنکھوں میں کچھ بھی نہ تھا۔ اس کے تو آنسو بھی اذیت نے بھاپ میں تبدیل کر دیئے تھے۔

کون سا صدمہ شدید تھا؟ کس پر آنسو بہنے چاہیے؟ وہ کس اذیت کو برداشت کرے؟

"مجھے امی کے پاس جانا ہے، زمل۔" مہر دباد باسا چلائی۔ آنسوؤں سے تر چہرے پر بے بسی تھی۔

زمل نے ویران نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مجھے بھی۔" وہ مدھم سا بڑبڑائی۔ اس کے ارد گرد سب پانی میں ڈوبتا جیسے جامد ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

جنازے کو گھنٹے بیت چکے تھے۔ حبہ انجیکشنز کے زیر اثر سو رہی تھی۔ وہ ویسے ہی خاموشی سے اس پر کمبل برابر کرتے ہوئے اٹھ گئی۔ ٹیرس کا دروازہ دھکیل کر باہر آ گئی۔ سیاہ آسمان کا اندھیرا ہر طرف چھا رہا تھا۔ وہ چند لمحے سر اٹھا کر اوپر دیکھتی رہی۔

خشک آنکھوں میں دنیا جہاں کی ویرانی تھی۔ نگاہوں کے سامنے وہی خون میں ڈوبا منظر گھوم رہا تھا۔ یہ زندگی اسے کہاں لے آئی تھی؟

کتنی ہی دیر وہ خشک آنکھیں اٹھائے آسمان کی سیاہی اپنے اندر اتارتی رہی۔ عقب سے ابھرتی قدموں کی چاپ پر بھی اس نے گردن نہیں موڑی۔ وہ جیسے وہاں تھی ہی نہیں۔

"زمل۔" اعظم نے بھیگے لہجے میں اسے پکارا۔

"ایسا کیسے ہو گیا؟" ویسے ہی ویران آواز میں اس نے پوچھا۔

اعظم کی گیلی ہوتی آنکھوں میں کرچیاں ابھر آئیں۔ دل کٹ کر رہ گیا تھا۔ وہ ایمرجنسی فلائٹ لے کر پاکستان آئے تھے۔ سارے دن کے معاملات کے بعد انہیں اب وقت ملا تھا۔

' ' آپ وہاں تھیں؟ ' '

www.novelsclubb.com

زمل نے اب کہ چونک کر انہیں دیکھا۔ ویران آنکھوں میں یکدم ہی وحشت اتر آئی۔ رات کی سیاہی نے وقت کو چوبیس گھنٹے پیچھے دھکیل دیا۔ اس بدترین رات کا منظر پوری قوت سے ابھرنے لگا۔ ذہن پھر جکڑے جانے لگا۔

بلند سیڑھیوں کے اختتام پر پھیلا خون جیسے اس کی جان نکال رہا تھا۔ برف کے مجسمے کی طرح اپنی ماں کے لہولہان چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل گری۔

"زی...زمل۔" اکھڑتی ڈوبتی سانسوں میں اس کی ماں نے بدقت اسے پکارا۔ سر سے ابلتا خون پھیل رہا تھا۔

وہ جامد ہو کر رہ گئی۔ ہاتھ ہلنے سے انکاری تھے، دماغ سن تھا۔

"امی۔" اس کے لب پھڑپھڑائے۔ نگاہیں جھکا کر اس نے ان کی بند ہوتی آنکھیں دیکھیں۔ اگلے ہی لمحے وہ کرنٹ کھا کر اٹھی۔ کشادہ ہال میں سامنے دروازے بند

www.novelsclubb.com

تھے۔وہ دیوانہ وار بند دروازے کی طرف بڑھی اور دونوں ہاتھوں سے بری طرح پیٹ ڈالا۔

"تایا...تایا ابا پلیز دروازہ کھولیں۔"اس میں نجانے کہاں سے اتنی قوت آگئی تھی کہ وہ چیخ اٹھی۔ہتھیلیاں سرخ پڑنے لگیں۔

مگر اہل دنیا نے ٹھٹھرتی اس بے رحم رات میں بند کواڑ نہیں کھولے۔

"زمل۔"اعظم کے پکارنے پر وہ جیسے حال میں لوٹی۔

"آپ وہاں تھیں؟"انہوں نے سوال دہرایا۔

www.novelsclubb.com

اس کا حلق خشک ہونے لگا۔ہتھیلیاں پسینے میں تر ہو گئیں۔

"نہیں۔"اس نے سختی سے نفی میں سر ہلا دیا۔

"میں نے کچھ نہیں دیکھا۔"اس نے ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا۔

"میں وہاں نہیں تھی۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

وہ صرف ماں کی موت کا غم نہیں تھا جو اس نے اٹھایا، اس نے اس ٹھنڈی بے رحم رات میں اپنوں کی بے حسی بھی دیکھی تھی۔

یہ وہ رات تھی جو زمل اعظم کو بھی مار گئی تھی۔

******

اسٹڈی کی کھڑکیوں کے پار اندھیرا پھیلتا دکھائی دے رہا تھا۔ سفید روشنیاں بکھری تھیں۔ عارب کی انگلیاں تیزی سے کی پیڈ پر متحرک تھیں جب دستک ہوئی اور دروازہ دھکیل دیا گیا۔ اس نے بے ساختہ گردن موڑ کر دیکھا۔ چہرے پر سپاٹ پن چھا گیا، نگاہیں پھر اسکرین کی طرف پھیر لیں۔ حسام نے بے بسی سے اس کا انداز دیکھا پھر آہستگی سے اس کے مقابل صوفے پر بیٹھے۔

"کوئی کام تھا؟" اس نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔

"زیان کا پتہ چلا؟"

سوال پر سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ابرو ستائشی انداز میں چکائے۔

"وہ کون ہے؟"

حسام ویسے ہی خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتے رہے۔البتہ آنکھوں میں کچھ زخمی ہوا تھا۔دل نئے سرے سے کٹنے لگا۔

"بھول جائیں اسے،وہ نہیں آئے گا۔"عام سے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے انگلیوں کو اسٹریچ کیا اور پھر اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

حسام کے دل پر جیسے کسی نے پیر رکھ دیا۔انہوں نے متوحش نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو؟"مبہم سی لرزش تھی جوان کی آواز میں اتری۔

"خود سے پوچھیں، شائد زیادہ بہتر جواب مل جائے گا۔" وہ مصروف انداز میں کہتے ہوئے ٹائپنگ کر رہا تھا۔

"اس نے تمہیں بتایا ہو گا۔" وہ اس کی بات نظر انداز کر گئے۔ عارب کی آنکھوں میں استہزاء ٹھہر گیا۔

"اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ دوسروں کے احساسات کی اسے کیا پرواہ ہو گی؟ اس کی بلا سے جو مرضی اس کے پیچھے خوار ہوتا رہے۔" ناچاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ تلخ ہو گیا۔ ذہن منتشر ہو گیا تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔

حسام خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔ وہ غائب دماغی کے عالم میں اسکرین کو تک رہا تھا۔

"اعظم سے پتہ کیا؟"

"کر چکا ہوں۔ جہاں بھی ذرے برابر امکان تھا، میں نے چیک کیا ہے۔ وہ کہیں نہیں ہے۔" اسے خود بھی نہیں پتہ تھا کہ وہ ان کے سوالوں کے جواب کیوں دے رہا تھا۔

حسام نے بے بسی سے کنپٹی مسلی اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ عارب نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"آپ انتظار کر رہے ہیں؟" اس نے بے اختیار پوچھا تھا۔ حسام پل کے لئے اپنی جگہ پر تھم گئے۔

"ہمیشہ کیا ہے۔" آہستگی سے بڑبڑا کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عارب نے نا سمجھی سے انہیں جاتے دیکھا پھر سر جھٹک کر موبائل اٹھالیا۔ نمبر ڈائل کر کے اضطرابی انداز میں لب کاٹا۔ اگلے ہی لمحے نمبر بند ہونے کی اطلاع ملی۔ اس نے بے اختیار آنکھیں میچ لیں۔ ابرو بھینچے موبائل سائیڈ پر رکھ دیا۔

اس کی برداشت ختم ہو رہی تھی۔

****

بریدہ پر چھائی شام اداس لگ رہی تھی۔ سیڑھیوں پر بیٹھی زمل کی خاموش نگاہیں درختوں کے سرسراتے پتوں پر جمی تھیں۔ گلابی متورم آنکھیں ہنوز گیلی تھیں۔ وہ بار بار ہارنے سے تھک چکی تھی۔ اب جیسے ساری ہمت نچڑ گئی تھی۔

"ہمت ہار دی؟" پر سکون آواز پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ اس کے ساتھ بیٹھتے اعظم کی آنکھوں میں سکون سا تھا۔

www.novelsclubb.com

زمل نے چہرہ سیدھا کر لیا۔ چند لمحے خاموش رہی۔

"ہمت نہیں ہاری، برداشت ختم ہو چکی ہے۔ بار بار ناکامیوں نے ختم کر دی۔" وہ سامنے دیکھتی دھیمی آواز میں کہہ رہی تھی۔

"ہمارا مسئلہ پتہ ہے کیا ہوتا ہے؟ ہم کچھ سمجھتے نہیں ہیں۔"

اسٹیپس پر بیٹھی اونچی پونی والی لڑکی نے حیرت سے اپنے باپ کو دیکھا۔

"ہم مصلحتیں نہیں سمجھتے، اپنے ساتھ ہوئے حادثے سے سبق نہیں لیتے۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ جن ناکامیوں کو سہتے ہوئے ہم تھک گئے ہیں، کیا معلوم وہی ہمیں سب عطا کر دیں۔"

"مطلب؟"

"ہم نہیں جانتے لیکن ہو سکتا ہے کہ جس آزمائش پر ہماری برداشت ختم ہو گئی ہے، وہی ایک موقع ہو جب خود کو اللہ کے آگے ثابت کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس آزمائش پر صبر آسانیاں دے جائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہی تکلیف ہو جہاں اللہ ہمیں ٹیسٹ کرنا چاہ رہا ہے، بس وہاں پاس ہونا ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں سمجھتے اور ہمت ہار دیتے ہیں۔" وہ نرمی سے کہہ رہے تھے۔

زمل کی آنکھوں میں پانی ابھرنے لگا۔ وہ ویسے ہی لب بھینچے سامنے دیکھتی گئی۔

"آپ نہیں جانتیں لیکن ہو سکتا ہے کہ یہی وہ ناکامی ہو جس پر آپ نے خود کو سنبھال کر اٹھانا ہے اور پھر ساری کامیابیاں مل جائیں گی؟ سوچیں، اگر آپ نے یہ موقع ضائع کر دیا تو ساری زندگی کا خسارہ ہے۔"

"اتنا آسان نہیں ہوتا ابو، ناکامیوں کے زخموں کے ساتھ خود کو دوبارہ اٹھانا۔" اس کی آواز زخمی سی تھی۔

"یہ اتنا مشکل بھی نہیں ہوتا۔" وہ ہلکا سا مسکرائے۔ "آپ کے پاس یہ یقین ہونا چاہیے کہ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس نے آپ کی محنت سنبھال لی ہے۔ وہ کسی ایسے وقت آپ کو اس کا صلہ دے گا، جب آپ کو اس کی اشد ضرورت ہو گی۔ اس نے آپ کو وہی نتیجہ دیا ہے جو آپ کے لئے بہتر ہے۔ یہ سمجھ لیں تو پھر سے اٹھنا آسان ہو جائے گا۔"

زمل نے بمشکل حلق میں اٹکتا گولہ نگل لیا۔ آنکھوں کے کنارے بھیگ رہے تھے۔

"اس ٹیسٹ پر ناکامی کا دکھ آپ کے اگلے ٹیسٹ کے نتیجے پر اثرانداز ہو گا۔ جبکہ آپ کے پاس اس کا وقت نہیں ہے۔ اگلے گول پر فوکس کر کے اپنا سو فیصد دیں، آپ کے پچھلے معاملات اللہ خود ہی سنبھال لے گا۔ ٹھیک ہے؟"

لب بھینچتے ہوئے سر ہلا دیا۔ وہ اس کا سر تھپکتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئے۔

زمل نے گہری سانس لے کر اندھیرے ہوتے آسمان کو دیکھا۔ اب اسے سب بھول کر SAAT پر فوکس کرنا تھا جو کہ پرسوں تھا۔

ایک کوشش اور سہی۔ اس نے تکان سے آنکھیں رگڑیں۔

www.novelsclubb.com

اس کے پاس ہمیشہ مضبوطی دکھانے کے علاوہ کوئی آپشن نہیں ہوتا تھا۔

****

پارک پر چھائی شام گہری ہو رہی تھی۔ سائے لمبے ہو رہے تھے۔ پی کیپ ماتھے پر جھکائے، چہرہ ماسک سے چھپائے وہ درخت سے ٹیک لگائے، گردن موڑے بنچ پر

بیٹھی سائرہ کو دیکھ رہا تھا۔وہ کندھوں کے گرد شال لپیٹے آنکھیں بند کئے بیٹھی تھیں۔فضا میں چھائی اداسی حاوی ہو رہی تھی۔

انہیں دیکھتے زیان کی آنکھوں میں بہت سی کرچیاں اتر آئیں۔اس کے چہرے پر واضح بے بسی بکھری تھی۔وہ ان کے پاس جانا چاہتا تھا،سارے غم بھول کر ہمیشہ کی طرح ان کی آغوش میں چھپ جانا چاہتا تھا۔مگر جو مر جائیں وہ کبھی نہیں لوٹ کر آتے۔گہری سانس لیتے ہوئے اس نے کلائی گھما کر گھڑی دیکھی۔اسے جانا تھا، وقت آگیا تھا۔لیکن...

دل لمحے کے لئے بھاری ہوا۔زندگی کسی بند گلی طرح تھی جس سے آگے کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔وہ شائد ماں کو دوبارہ نہیں دیکھ سکے گا۔کیا ہو گا اگر واقعی ایسا ہو گیا؟

"آئی مس یو، ممی۔" گیلی آنکھوں کے ساتھ وہ آہستگی سے بڑبڑایا۔

اسلام آباد ائیر پورٹ رات کی روشنیوں میں دمک رہا تھا۔ سبز پاسپورٹ تھامے زیان نے ایک نگاہ بزنس کلاس کے بورڈ پر ڈالی۔ ڈیسک کے پیچھے کھڑا ارسم مکمل اپنے کام کی طرف متوجہ تھا۔ زیان تیکھے انداز میں مسکرایا پھر سر جھٹکتے ہوئے دوسرے ڈیسک کی طرف بڑھ گیا، جس کے اوپر اکانومی کلاس کا بورڈ جگمگا رہا تھا۔

اس چوہے بلی کے کھیل میں اسے توقع سے زیادہ مزہ آرہا تھا۔ وہ ہر طرف سے نشانے پر تھا اور اب کسی کو علم بھی نہیں ہے کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے۔ بہت دنوں بعد آج وہ دل سے مسکرایا تھا۔

******

www.novelsclubb.com

کار تیزی سے سرمئی سڑک پر رواں تھی۔ اطراف میں ریتیلے میدان جیسے پیچھے کو بھاگ رہے تھے۔ کار میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ڈرائیو کرتے اعظم ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے کچھ سوچ رہے تھے۔ ایک نگاہ فرنٹ مرر پر ڈالی تو پیچھے بیٹھی زمل کا عکس ابھرا۔ نقاب نیچے کئے، وہ کتاب کے صفحے الٹ رہی تھی۔

"بس کر دیں، زمل۔ ابھی دو گھنٹے باقی ہیں، تھوڑی دیر ریسٹ کر لیں۔" انہوں نے تحمل سے کہا۔ انہیں سفر کرتے ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا تھا اور وہ تب سے یونہی دہرائی کر رہی تھی۔

"بس تھوڑا سا رہ گیا ہے۔" پانی کی بوتل اٹھاتے ہوئے اس نے رسان سے کہا کہ کہیں ڈانٹ نہ پڑ جائے۔

اعظم نے سر جھٹک دیا۔ چند لمحے خاموشی چھائی رہی پھر موبائل کی بیل مخل ہوئی۔ انہوں نے ہولڈر میں لگے موبائل کی اسکرین دیکھی۔ غیر شناسا نمبر تھا۔ کچھ سوچ کر انہوں نے سوائپ کر لیا۔

"السلام علیکم۔" موبائل کان سے لگاتے ہوئے موڑ کاٹا۔

چند پل خاموشی چھائی رہی۔

"وعلیکم السلام۔" وہی سپاٹ، سنجیدہ اور رواں سا انداز۔

www.novelsclubb.com

اعظم لمحے کے لئے چونکے پھر آنکھوں میں حیرت اتری۔

"زیان؟" انہوں نے جیسے تصدیق چاہی۔

صفحہ پلٹتی زمل کی انگلیاں لمحے کے لئے تھم گئیں۔ مگر پھر سر جھٹک کر وہ زیر لب پڑھنے لگی۔

یہاں سے کئی کوس دور، درمیان میں حائل کئی ریگستانوں کو چیرتے ہوئے ہوا اسلام آباد ائیر پورٹ کی فضا میں اتری۔ ویٹنگ لاؤنج میں مکھیوں سی بھنبھناہٹ تھی۔ ائیر پوڈ لگائے، زیان سینے پر بازو لپیٹے بے تاثر انداز میں سامنے شیشے کے دروازے کے پار چڑھتی دوپہر کو دیکھ رہا تھا۔

"جی، کیسے ہیں آپ؟" پچھلے ایک ہفتے سے وہ کئی دفعہ اسے کالز کر چکے تھے، مگر اس کا نمبر بند تھا۔ اب وہ نئے نمبر سے کر رہا تھا۔

"تم کہاں غائب تھے؟" اعظم نے کار کی اسپیڈ ہلکی کرتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"یہیں تھا۔" مختصراً کہتے ہوئے اس کا لہجہ مبہم تھا۔

"ایک کال کرنے میں کون سی دقت ہوتی ہے؟" ان کے انداز میں برہمی در آئی۔

زیان نے کچھ کہنا چاہا جب فلائٹ اناؤسمنٹ گونجنے لگی۔ اس نے ضبط سے آنکھیں میچیں۔

"تم اس وقت کہاں ہو؟" اعظم بے اختیار چونکے۔

پس منظر میں وہی نسوانی آواز اناؤسمنٹ دہرا رہی تھی۔ زیان نے گہری سانس لی۔ آج کل اس کے ستارے واقعی گردش میں تھے۔

www.novelsclubb.com

"کون سے ائیر پورٹ پر ہو؟" اب کہ انہوں نے کڑے لہجے میں پوچھا۔

زمل نے بے اختیار سر اٹھا کر اپنے باپ کا انداز دیکھا۔ آنکھوں میں حیرت تھی۔

"اسلام آباد۔" بیگ کندھوں پر ڈالتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ایک ہی سانس میں ساری معلومات دینا پسند کرو گے؟"

زمل نے کتاب بند کرتے ہوئے سائیڈ پر ڈال دی اور پیچھے ہوئی۔ یہ نہ ہو کہ وہ اپنے بیٹے کی طرف چلتی توپوں کا رخ اس کی طرف کر دیں۔

"میں سعودیہ آ رہا ہوں۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے آہستگی سے کہا۔

اعظم نے بے اختیار پیشانی مسلی۔ اس بندے کو اس کے ارد گرد کے لوگ کیسے برداشت کرتے ہیں؟

"الریاض سے؟"

www.novelsclubb.com

بورڈنگ پاس دکھاتے ہوئے زیان ہلکا سا چونکا۔

"جی، آپ کو..."

"پہنچ کر کال کر دینا، میں پک کر لوں گا۔" انہوں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے مستحکم لہجے میں کہا۔ آنکھوں میں خفگی تھی۔

اس نے کچھ متعجب ہو کر کلائی موڑ کر گھڑی دیکھی۔

"اپنا خیال رکھنا۔"

اس کے بحث کرنے سے قبل ہی انہوں نے کال کاٹ دی۔ زیان نے لب بھینچتے ہوئے سر جھٹک دیا۔ وہ اس کے بھی استاد تھے۔

اعظم نے بڑبڑاتے ہوئے موبائل واپس رکھ دیا۔ پیشانی بل ہنوز قائم تھے۔

زمل پیچھے کو بیٹھی سوچتی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ اسے ان کا انداز جیسے کھٹک رہا تھا۔ مگر وہ خاموش رہی۔

www.novelsclubb.com

دو گھنٹے بہت خاموشی سے ریت کی طرح پھسل گئے۔ الریاض کا شہر بلند عمارتوں سے گھرا ہوا تھا۔ امراء کا معروف مصنوعی شہر۔ ٹیسٹ کا سینٹر کوئی یونیورسٹی تھی جس کے مین گیٹ پر کافی رش تھا۔ کار تھوڑا سا پیچھے روکتے ہوئے اعظم نے مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ کتابیں سمیٹتی بیگ کندھوں پر ڈال رہی تھی۔

"پریشان نہیں ہونا، اوکے؟ بہترین ہو جائے گا۔" انہوں نے نرم انداز میں تسلی دی۔

زمل نے نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا پھر بنا کچھ کہے سر ہلاتے ہوئے کار کا دروازہ کھولتی باہر نکل آئی۔ آنکھیں خاموش لگتی تھیں۔ سیاہ عبایے میں لڑکیوں کے ہجوم میں چلتے ہوئے اس نے لمحے کے لئے سر اٹھا کر اس شاندار 'ملک عبدالعزیز' یونیورسٹی کو دیکھا۔ دل بوجھل ہونے لگا۔

ایسا ہی ایک خواب اس کا بھی تھا، جس کی تکمیل کا آغاز ہی اس کے پاؤں زخمی کر گیا تھا جبکہ سفر ابھی طویل تھا۔

www.novelsclubb.com

گہری سانس لے کر اس نے سر جھٹک دیا۔ فی الحال اسے کسی منفی سوچ کو خود پر حاوی نہیں ہونے دینا تھا۔ ابھی جو مقابل ہے، اس کے بارے میں سوچنا تھا۔

دور کہیں، زندگی کا ایک نیا صفحہ پلٹ چکا تھا۔

******

دھندلے منظر آہستہ آہستہ ابھر رہے تھے لیکن عجیب اندھیروں میں ڈوبی روشنی بھی تھی جو ہر طرف پھیل رہی تھی۔ مکڑی کے جالے کی طرح کئی راہداریاں تھیں یوں جیسے کوئی گھن چکر ہو۔ الجھن سے ارد گرد دیکھتے ہوئے قدم آگے بڑھ رہے تھے۔ تبھی کسی کونے سے کوئی سسکی سی ابھری۔

وہ جھٹکے سے رک گئیں۔ دل لمحے کے لئے کانپا۔

"آپ کو سب سے زیادہ کس چیز سے ڈر لگتا ہے؟"

سیاہی میں کسی آئینے کی عکس کی طرح وہ منظر چمک اٹھا۔ وہ سانس روکے دیکھے گئیں۔

"تمہیں کھونا سب سے بدترین ہے۔" اپنی پر سکون آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

www.novelsclubb.com

انہوں نے کتھئی آنکھوں والے نوعمر لڑکے کے چہرے کو چمکتے دیکھا۔لب ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے۔

اس کی مسکراہٹ سائرہ کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر گئی۔

منظر کے آگے دھواں سا پھیلتا گیا۔لمحے بعد نئی شبیہ ابھری۔

"آپ کے لئے مجھے چھوڑ دینا اتنا آسان کیوں ہوتا ہے؟" وہ خفگی سے پوچھ رہا تھا مگر لہجے میں دور کہیں شکوہ بسا تھا۔آنکھوں میں گلہ بھی تھا۔

سائرہ کی آنکھوں کی نمی نے منظر کو مبہم کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے بیٹے کو زندہ چھوڑ کر بھی زندہ نہیں چھوڑا۔"

وہ مکروہ سی ہنسی ان کی سماعتوں میں کسی سیسے کی طرح اتری تھی۔دل منجدھار میں ڈوبنے لگا۔

"ممی۔" دروازے کے پار اس کی ڈوبتی،نڈھال اور تکان زدہ آواز ابھری تھی۔

"یہاں سے چلے جاؤ، زیان۔"

تیز و تند بے رحم ہواؤں نے جیسے زندگی کی ہر رمق اپنے اندر کھینچ لی تھی۔

"تم جیسے بد کردار انسان سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے، تم میرے لئے مر چکے ہو۔"

ان لفظوں کی اذیت اتنی شدید تھی کہ سائرہ کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا۔ کسی سلگتی لکڑی کی طرح وجود جھلسنے لگا۔ لبوں سے سسکی نکلی۔

دبیز اندھیروں میں مناظر جیسے فنا ہوتے ہوئے ڈوب گئے۔

www.novelsclubb.com

ان کی آنکھ کھلی، وہ جھٹکے سے اٹھیں۔ کمرہ زرد روشنیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ انہوں بھیگے چہرے کو چھوا۔ ہاتھوں میں مبہم سی لرزش تھی۔ کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

پچھتاوے، اذیت، بے بسی خوابوں کی صورت میں پیچھا کرنے لگی تھی۔

کتنی ہی دیر وہ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھی رہیں پھر چہرہ رگڑتے ہوئے آہستگی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔دروازہ کھولتے ہوئے سامنے لاؤنج خاموش پڑا تھا۔وہ تھکے تھکے قدموں سے دائیں جانب بند سیاہ دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔کانپتے ہاتھ کے ساتھ ہینڈل گھمایا اور آہستگی سے دروازہ دھکیل دیا۔

اندھیرے کمرے میں مخصوص مہک محسوس ہو رہی تھی۔کلون اور خوشبودار بخور کی ملی جلی خوشبو۔وہ چند لمحے وہیں چوکھٹ میں کھڑی رہیں پھر دیوار پر لگے سوئچ دبائے۔بتیاں جل اٹھیں۔

سائرہ کے پلکوں پر ٹکے آنسو لڑھکنے لگے۔

"زیان۔"انہوں نے بے آواز سرگوشی میں کٹتے دل کے ساتھ پکارا تھا۔

لیکن روح کو جھنجھوڑتا سناٹا ویسے ہی چھایا رہا۔

بے جان قدموں سے چلتے ہوئے وہ بیڈ تک آئیں۔سب کچھ ویسے ہی ترتیب سے لگا ہوا تھا۔وہ پچھلے تین ماہ سے نہیں آیا تھا لیکن وہ پھر بھی اسی لگن کے ساتھ اس کا کمرہ سیٹ کرتی تھیں۔کسی موہوم سی امید کے زیر اثر۔

گیلی آنکھوں کے ساتھ وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے سیاہ اور سرمئی فریم کو دیکھ رہی تھیں۔اس پر چمکتے الفاظ جیسے انہیں عجیب سی وحشت میں مبتلا کر گئے۔

If you reach my limits, I'll be the most ruthless person you have ever met.

ان کا دل لمحے کے لئے کانپا۔کئی خدشات کے تحت لرز گیا۔لب بھینچتے ہوئے انہوں نے سسکیاں روکیں۔

زیان ارتضی کو ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔وہ جانتی تھیں کہ اس کی حدود پھلانگیں جا چکی تھیں۔اب وہ بھی حد میں رہ کر حدوں کو پار کرے گا۔

لب کو بے دردی سے کچلتے ہوئے انہوں نے جھک کر وہ فریم اٹھایا۔ سلائیڈ کر کے وہ کارڈ بورڈ اندر سے نکالتے ہوئے پلٹایا۔

آنسو تیزی سے لڑھکنے لگے۔

وہ اس کی مسکراتی ہوئی تصویر تھی۔ چند ماہ پہلے کی مگر زندہ دل مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک کے ساتھ۔ سائرہ تھک کر بیڈ سے ٹیک لگائے فرش پر بیٹھتی گئیں۔ چند لمحے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس کا چہرہ دیکھتی رہیں پھر سینے سے لگاتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

www.novelsclubb.com

اذیتوں میں یہ تکلیف سب سے زیادہ جان لیوا تھی۔

اگر وہ کبھی نہ آیا تو...

وہ آگے کچھ نہ سوچ سکیں۔ ہچکیوں میں تیزی آگئی۔ وہ وہیں بیٹھی کتنی ہی دیر روتی رہیں۔

کھڑکیوں کے پار پھیلتے آسمان کی سیاہی دبیز ہو رہی تھی۔

******

"الریاض انٹرنیشنل ائیرپورٹ"

کندھوں پر سیاہ بیگ ڈالے، ٹرالی دھکیلتے ہوئے اس کی متلاشی نگاہیں ارد گرد بھٹک رہی تھیں۔بے ترتیب بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کیا۔گہری سانس لے کر موبائل نکالا۔انگلیاں ابھی نمبر ڈائل کر رہی تھیں جب عقب سے آواز ابھری۔

"زیان۔"

www.novelsclubb.com

لمحے کے لئے گردش تھم گئی۔لب کاٹتے ہوئے وہ آہستگی سے پلٹا۔کئی دنوں بعد اس کا خول چٹخا تھا۔

"کیسے ہو؟سفر کیسا رہا؟"اعظم محبت سے اسے گلے لگاتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔ان کے چہرے پر خفگی کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔

"ٹھیک ہوں۔آپ کیسے ہیں؟" وہ زبردستی مسکرایا تھا۔وہی بے جان مسکراہٹ۔ ٹرالی دھکیلتا ان کی معیت میں قدم بڑھانے لگا۔

اعظم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ دو سالوں بعد اس سے مل رہے تھے اور وہ واضح بدل چکا تھا۔چہرے پر ٹھہری سنجیدگی اور آنکھوں کا سپاٹ پن، یہ سب پہلے تو اس کی شخصیت کا حصہ نہیں تھا۔ان کا دل ملال میں گھر گیا۔

"ہینڈسم لگ رہا ہوں؟" سامنے دیکھتے ہوئے اس نے ویسی ہی سنجیدگی سے پوچھا۔ انہوں نے مسکرا کر سر جھٹک دیا۔دوپہر کی دھوپ ہر چیز پر چھا رہی تھی۔کھجور کے درخت اور صاف ستھری سڑکیں۔اعظم کی چین نکالتے ہوئے کار کی طرف بڑھ گئے۔زیان نے ایک طائرانہ نگاہ اطراف میں ڈالی اور گہری سانس کھینچ کر فضا کا سکون اندر اتارا۔

اب وہ ایک لمبے عرصے کے لئے آزاد تھا۔ہر سازش سے دور، ہر مکر سے اوجھل۔

"کیا میں واقعی مان لوں کہ آپ اپنے کام سے الریاض آئے تھے؟" ڈگی بند کرتے ہوئے اس نے سر اٹھا کر انہیں ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے دیکھا۔

"کیا میں تمہیں اتنا فارغ لگتا ہوں کہ ایک نکمے انسان کے پیچھے سب چھوڑ کر آؤں؟" ایک دل جلانے والی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔ زیان نے ابرو چکا کر انہیں دیکھا پھر سر جھٹک دیا۔

کار میں چھائی خاموشی دبیز ہو رہی تھی جب اعظم نے گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا۔ اس نے سر سیٹ سے ٹکا کر آنکھیں موند رکھی تھیں۔ وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟" انہوں نے اس کی زرد رنگت دیکھ کر بے اختیار پوچھا۔

"جی۔" یونہی آنکھیں بند کئے اس نے دھیرے سے جواب دیا۔

اعظم چند لمحے مٹھی لبوں پر رکھے کچھ سوچتے رہے۔ موڑ کاٹتے ہوئے انہوں نے کار سائیڈ پر روک دی۔ فٹ پاتھ پر لگے درختوں کی گھنی سی چھاؤں کا سکون اترنے لگا۔ اعظم نے نگاہیں پھیریں۔

"کیا ہوا تھا؟"

زیان نے آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔ وہ جس طرح اندر تک اترنے والی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے، اس نے بے اختیار نظریں چرا لیں۔

"تمہارے بارے میں جو خبر آئی تھی، وہ سب کیا تھا؟" اس کی خاموشی پر انہوں نے سوال دہرایا۔

"اب اگر میں کہوں تو کہ میں نے کچھ نہیں کیا تو یہ سوائے ایک فضول مذاق کے کچھ نہیں لگے گا۔" ناچاہتے ہوئے اس کا انداز تلخ ہو گیا۔ یونہی گردن سیدھی کئے وہ ونڈ اسکرین کے پار دیکھ رہا تھا۔ وقتاً فوقتاً گاڑیاں زن سے گزرتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"لیکن تمہیں کہنا چاہیئے۔" انہوں نے سکون سے کہا۔

"پچھلے تین ماہ سے یہی کہہ رہا ہوں، مزید کتنی تذلیل کرواؤں؟"

اعظم لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکے۔ بے اختیار لب کاٹا۔ انہوں نے جتنی اس کی حفاظت کرنا چاہی تھی، وہ اتنا ہی اذیتوں کی زد میں آگیا تھا۔ کوئی ٹیس سی تھی جو دل میں اٹھی۔

"تم نے ایک ہفتے سے اپنا موبائل بند کر رکھا تھا یعنی کسی کو نہیں پتہ کہ تم سعودیہ آئے ہو؟" انہوں نے بات بدلتے ہوئے تصدیق چاہی۔ گویا اس کا ذہن پڑھنا چاہ رہے ہوں۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔" چند لمحوں بعد اس نے جواب دیا۔ "اور میں چاہوں گا کہ آپ بھی کسی کو نہ بتائیں۔"

سینے پر بازو لپیٹے اس کا لہجہ بالکل بے تاثر تھا۔ چہرہ ہمیشہ کی طرح ہر جذبے سے خالی تھا۔

"تمہاری ماں کو پتہ ہے؟"

اندھیرے میں چلایا تیر تھا جو عین اپنے نشانے پر لگا تھا۔ سوال اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ کچھ نہ کہہ سکا۔ لیکن تاثرات لمحے میں بدل گئے۔ کچھ تھا جو آنکھوں میں زخمی ہوا تھا۔

"یعنی وہ بھی لاعلم ہیں۔" اعظم کے انداز میں تاسف در آیا۔ "اپنی ماں کو کون سزا دیتا ہے؟"

www.novelsclubb.com

وہ خاموش رہا۔ سچ بتانے کی ہمت نہیں تھی اور جھوٹ کی اصلیت وہ لمحے میں جان لیتے۔ لیکن ماں کا ذکر نئے سرے سے جیسے زخموں کو ادھیڑ گیا۔ بدقت حلق میں اٹکا گولہ نگلا۔

اس نے وہ چھوڑ دیا تھا جو اس کی متاع تھا۔

"کمپنی کہاں ہے تمہاری جہاں سے آفر آئی ہے؟" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اعظم نے پوچھا۔

"بریدہ۔"

"اتفاق؟" انہوں نے ابرو چکائے۔

"کچھ بھی اتفاق نہیں ہوتا، بابا۔ میں نے اپنی مرضی سے یہ آفر چنی ہے۔"

اعظم نے سر جھٹک دیا۔ اس کو سمجھنا پہلے ہی مشکل تھا، اب مزید پیچیدہ ہو گیا تھا۔

تبھی ان کا موبائل بجنے لگا۔ جلتی بجھتی اسکرین کو دیکھا۔ کال اٹھالی۔

"جی بیٹا؟" اگنیشن میں چابی گھماتے ہوئے انہوں نے کار اسٹارٹ کی۔

www.novelsclubb.com

یونیورسٹی میں اسٹوڈنٹس کا جم غفیر تھا۔ کوک کے کین میں اسٹرا گھماتی زمل تنقیدی نگاہوں سے ارد گرد دیکھ رہی تھی۔ بالوں کو رف سے جوڑے میں باندھے اس کا سیاہ اسکارف کندھوں پر ڈھلک چکا تھا۔ وہ مطمئن لگ رہی تھی۔

کھلے سے گراؤنڈ میں گروپس کی صورت میں کئی غیر ملکی لڑکیاں گھوم رہی تھیں۔ آگے سے کھلے عبایے اور میک اپ کی دبیز تہوں میں چھپے چہروں پر مسکراہٹیں۔ رش کافی زیادہ تھا۔ سال میں یہ ٹیسٹ ایک ہی دفعہ ہوتا تھا اور اس کے لئے سینٹرز مختص کئے گئے تھے۔

میسج ٹون کی آواز پر زمل نے موبائل دیکھا اور کین ٹریش میں اچھالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ نقاب کی گرہ لگاتے ہوئے اس نے بیگ کندھوں پر ڈالا اور داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ باہر گاڑیوں کی لمبی قطاریں دیکھ کر اس نے ٹھنڈی آہ بھری۔ چندھیائی ہوئی آنکھوں سے ارد گرد دیکھا۔

اعظم نے بے اختیار گہری سانس لی۔اس رش کے چھٹنے کا انتظار کیا تو گھنٹہ آرام سے نکل جائے گا۔گیٹ سے ذرا پیچھے انہوں نے کار روک دی۔زیان نے آنکھیں کھولیں اور نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

"آج زمل کا ٹیسٹ تھا۔تم یہیں بیٹھو، میں آتا ہوں۔"انہوں نے سیٹ بیلٹ کھولتے ہوئے کہا۔زیان نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"اور آپ مجھے اب بتا رہے ہیں۔"وہ ابرو بھینچے سیدھا ہوا۔اعظم نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر بنا کچھ کہے سر جھٹک کر باہر نکلے۔زیان نے گردن کی پشت دباتے ہوئے انہیں جاتے دیکھا۔کچھ تھا جو اسے غیر آرام دہ کر رہا تھا۔

چند لمحوں کے انتظار کے بعد زمل ہلکا سا مسکرائی۔ہاتھ ہلاتے ہوئے قدم آگے کی طرف بڑھا دیئے۔

"کیسا رہا ٹیسٹ؟" اعظم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح پرسکون لگ رہے تھے۔

"اچھا تھا الحمدللہ۔" اس نے مختصر اجواب دیا۔

وہ دونوں فٹ پاتھ کے کنارے پر چل رہے تھے جب اعظم نے اسے دیکھا۔ وہ سیدھ میں دیکھتی قدم اٹھا رہی تھی۔

"زیان میرے ساتھ ہے۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انہوں نے یکدم کہا تھا۔

زمل نے گردن موڑ کر حیرت سے انہیں دیکھا۔

"آپ کا بیٹا؟" بے اختیار پوچھا۔ اگلے ہی لمحے خفت سے چپ ہوئی۔ اتنی تیزی سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟

اعظم اس کے سوال پر جیسے ہلکا سا مسکرائے۔

www.novelsclubb.com

"جی، وہی جس سے پہلے آپ ہیں۔" بے نیازی سے کہا۔زمل کے لبوں پر بے اختیار سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ایمبر آنکھیں چمک اٹھیں۔

"آپ نے پہلے نہیں بتایا تھا؟"

"اچانک ہی پتہ چلا تھا۔آپ کو ڈراپ کر کے اسے لینے چلا گیا تھا۔"

زمل نے سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔اعظم چابیاں نکالتے ہوئے پارکنگ لاٹ میں کھڑی کار کی جانب بڑھ گئے۔ماتھے پر یکدم ہی بل پڑے۔کچھ کہنے ہی والے تھے جب عقب سے آواز ابھری۔انہوں نے سکھ کا سانس خارج کیا۔

www.novelsclubb.com

"دیر لگادی؟"

زمل نے بے اختیار آواز کی سمت دیکھا۔بہت خاموشی سے، نامحسوس انداز میں فضا میں کچھ ساکن ہو گیا تھا۔ڈوبتے سورج کی زرد روشنی کی تمازت مزید چمکنے لگی۔

جینز پر سفید شرٹ کی آستینیں موڑے وہ کار کا دروازہ کھول رہا تھا۔ بال سامنے سے گیلے ہو کر پیچھے کو جمے تھے۔ یہ نقوش نہیں تھے، یہ پر کشش آنکھوں میں ٹھہری گہری سنجیدگی تھی جو اسے مزید وجیہہ بنا رہی تھی۔ اس کی جاذبِ نظر شخصیت میں عجیب سی مقناطیسیت تھی۔

زمل نے نگاہ ہٹاتے ہوئے بے اختیار سر جھٹکا اور کار کا دروازہ کھولنے لگی۔

مگر قسمت سے بھی کوئی نظریں چرا پایا ہے؟

"کہاں گئے تھے؟"

"کچھ کالز کرنی تھیں۔" سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے اس نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

زمل نے اندر بیٹھتے ہوئے دروازہ کھینچ کر بند کیا۔وہ دائیں طرف پسنجر سیٹ کے پیچھے بیٹھی تھی۔اگلے ہی لمحے اس نے بے اختیار گھبرا کر شیشہ نیچے کیا۔آنکھیں بند کر کے گہری سانس اندر کو کھینچی۔

"اف، یہ پرفیوم۔چار گھنٹے میں کیسے گزاروں گی؟"وہ رو دینے والی ہو گئی۔کار میں پھیلی کلون کی خوشبو اس کی طبیعت کو مکدر کر رہی تھی۔اسے سفر کے دوران پرفیوم کی خوشبویوں ہی بو جھل کرتی تھی۔

"زمل، سب ٹھیک ہے؟"اعظم نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔وہ بے بسی سے سر ہلا گئی اور کر بھی کیا سکتی تھی؟

"آخر لوگوں کو پرفیوم سے اتنی آبسیسشن کیوں ہوتی ہے؟"اس نے کڑھ کر سوچا۔ایک تلملائی ہوئی نگاہ سامنے بیٹھے شخص پر ڈالی جس کا کوئی رخ واضح نہیں تھا۔

اگلا ڈیڑھ گھنٹہ وہ سر گرائے بیٹھی رہی۔کار میں چھائی خاموشی دبیز ہو رہی تھی۔ تینوں نفوس اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔

"اگر جو یہ محترم نہ ہوتے تو میں نقاب ہی اتار لیتی۔" زمل کو نیا غم ستا رہا تھا۔وہ لب کاٹتے ہوئے بے دلی سے بھاگتے رتیلے میدانوں کو دیکھ رہی تھی۔

زیان نے نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں کو رگڑا اور پھر سیدھا ہوا۔اگر وہ پسنجر سیٹ پر نہ ہوتا تو اب تک سو چکا ہوتا۔اس نے جھک کر جوگرز کے تسمے باندھتے ہوئے تاسف سے سوچا۔مائیگرین کی پچھلے تین دنوں کی بے خوابی اب حاوی ہو رہی تھی۔اعظم نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور پھر زمل کو دیکھا جو گردن موڑے باہر دیکھ رہی تھی۔کچھ سوچ کر موبائل اٹھایا اور میسج ٹائپ کیا۔

ٹون بجی تو زمل نے موبائل دیکھا۔اگلے ہی لمحے اس نے خفت سے آنکھیں میچ لیں۔ایک خفیف نگاہ اعظم پر ڈالی جو ویسے سنجیدگی سے سامنے دیکھتے ہوئے ڈرائیونگ کر رہے تھے۔سر جھٹکتے ہوئے سائیڈ پر رکھے بیگ سے تھرماس نکالا۔

چند منٹوں بعد اس نے آگے ہو کر ٹرے میں دو چھوٹی شیشے کی پیالیاں اور کھجوریں رکھ کر آہستگی سے سیٹس کے درمیان رکھنی چاہی۔ٹرے کے کنارے نے زیان کی کہنی کو چھوا تو وہ بے ساختہ چونکا۔اس نے گردن ذرا سی ترچھی کرتے ہوئے ٹرے کو دیکھا۔غیر ارادی سی نگاہ اوپر کو اٹھی۔

لمحے کے ہزارویں حصے کا کھیل تھا۔

کتھئی آنکھوں کے خالی پن میں ایمبر آنکھوں کی روشنی لمحے کے لئے چمکی۔

زمل نے نگاہیں موڑ لیں۔زیان نے سنبھل کر ٹرے اٹھالی۔نقاب سے جھلکتی ان آنکھوں میں کچھ تھا جو...اس نے بے اختیار سر جھٹکتے ہوئے خود پر لعنت بھیجی۔

وہی زرد تمازت والی روشنی مزید چمک اٹھی تھی۔

"اب سعودیہ عرب آئے ہو تو 'شائی' سے تعارف تو ہونا چاہیے۔" اعظم نے متبسم لہجے میں کہتے ہوئے کار کی سپیڈ ہلکی کر دی۔ہاتھ بڑھا کر اپنی پیالی اٹھالی۔

زیان نے نگاہیں جھکا کر دیکھا۔ شیشے کی پیالیوں میں بھورا قہوہ جیسا مائع تھا۔اٹھتی بھاپ سے پھیلتی خوشبو بس ٹھیک ہی تھی۔ کھجوریں درمیان میں رکھتے ہوئے اس نے پیالی اٹھالی۔

گرم بھورے مائع کی کڑواہٹ حلق سے اتری تو زیان ارتضی کو یوں لگا کہ بدترین ذائقے کے ساتھ کوکو پاؤڈر گھل گیا ہو۔تاثرات لمحے میں بگڑ گئے۔کوئی چیز اتنی کڑوی کیسے ہو سکتی ہے؟اعظم نے مسکراہٹ دبائے اسے دیکھا۔

"کھجوریں اسی لئے ہیں تاکہ کڑواہٹ کم ہو جائے۔"ان کے لہجے کی شرارت واضح تھی۔پانی کی بوتل لبوں سے ہٹاتے ہوئے زیان نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔

"بہت شکریہ۔"وہ جل کر بڑبڑایا۔چار و ناچار پھر پیالی اٹھالی۔اب اتنا 'قیمتی' قہوہ اگر ضائع ہو جاتا تو لازمی وہ گاڑی سے باہر کر دیا جاتا۔

پیالی لبوں سے لگائے زمل کی آنکھوں میں چمک لہرائی۔بے اختیار مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔اسے بے اختیار اپنے ابو کے بیٹے سے ہمدردی ہوئی۔جتنی اس کے پرفیوم کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، یہ کڑواہٹ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھی۔

"کیا ٹھنڈی کر کے پیو گے؟" اعظم نے بے اختیار پوچھا۔

"جی، تاکہ ایک سانس میں پی کر زندہ رہ سکوں۔" وہ خفگی سے بڑبڑایا۔ایک گھونٹ نے ہی اس کے مائیگرین اور نیند کو جھٹکے میں ختم کر دیا تھا۔چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔

اعظم بے اختیار ہنس دیئے۔اس لمحے انہیں اس میں کافی سالوں بعد پرانے زیان کی جھلک دکھائی دی تھی۔

"میں سوچتا تھا کہ تم بدل گئے ہو مگر نہیں، نخرے ویسے ہی ہیں۔" انہوں نے جیسے اسے چھیڑا تھا۔

زیان نے گردن ترچھی کر کے انہیں دیکھا پھر سر جھٹک دیا۔اعظم نے مسکرا کر اس کا انداز دیکھا۔انہیں پتہ تھا کہ وہ زمل کی وجہ سے زیادہ نہیں فرینک نہیں ہو رہا۔ ورنہ خاموش رہنے والوں میں سے تو وہ کبھی تھا ہی نہیں۔

زمل نے پیچھے کو ٹیک لگاتے ہوئے اپنے باپ کو دیکھا۔وہ بے حد آسودہ لگ رہے تھے۔وہ سوچتی نگاہوں سے انہیں دیکھے گئی۔آخر کیا تھا اس میں ایسا کہ وہ اس سے اتنی محبت کرتے تھے؟وہ چمک جوان کی آنکھوں میں اتری تھی،وہ منفرد تھی۔

ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھاتے ہوئے اعظم نے ایک نگاہ ان دونوں پر ڈالی اور گہری سانس فضا کے سپرد کی۔ایک نئے دور کا آغاز ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

زیان نے شیشے کی پیالی کو دیکھا اور سر جھٹک دیا۔اتنی کڑواہٹ تو اس کی زندگی میں نہیں تھی جتنی اس شائی میں تھی۔

زمل نے گہری سانس اندر کو کھینچی اور پر سکون انداز میں پیچھے کو ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔پرفیوم کی خوشبو تحلیل ہو چکی تھی۔

انجان سمت میں چلتے راستے ٹکرا گئے تھے۔ان دیکھی منزلوں کی راہیں مل چکی تھیں۔اپنی کہانی کا اگلا موڑ دونوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

****

سفید ستونوں والے محل پر چھائی رات آہستہ آہستہ گہری ہو رہی تھی۔بلند عمارت کی جلتی بتیوں سے بے نیاز عارب کرسی کی پشت سے سر ٹکائے سیاہ آسمان کو دیکھ رہا تھا۔انگلیوں سے کنپٹی مسلتے ہوئے وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"آج لیٹ ہو گئے؟"

انابیہ کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔کٹے بالوں کو بینڈ سے جکڑے وہ اس کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھی۔

"آپریشن تھا،اس میں دیر ہو گئی۔"

انابیہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر جیسے یکدم کچھ یاد آیا۔

"آج باسل کے ساتھ ہم ممانی جان کی طرف گئے تھے۔"

عارب نے چونک کر اسے دیکھا پھر سوالیہ ابرو چکائی۔

"باسل نے انہیں یہی بتایا ہے کہ زیان اسلام آباد میں ہے۔وہ مطمئن لگ تو نہیں رہی تھیں لیکن انہوں نے کوئی سوال نہیں کیا۔"وہ دھیمی آواز میں بتا رہی تھی۔

عارب ویسے ہی خاموش رہا۔

www.novelsclubb.com

"تم اسے ڈھونڈنا نہیں چاہتے؟"

"نہیں۔"اس کے لہجے میں قطعیت تھی۔انابیہ نے بے اختیار ابرو چکا کر اسے دیکھا پھر ہلکا سا مسکرائی۔

"اس دعوے کی ایکسپائری ڈیٹ کب تک ہے؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ساری زندگی تک۔" وہ ویسے ہی آسمان کو دیکھ رہا تھا۔انابیہ نے گہری سانس لی۔

"عزت اور اعتماد کے بعد تیسری چیز جو رشتوں کو مضبوط بناتی ہے، وہ ایک دوسرے کو سمجھنا ہے۔اگلے کی جگہ پر خود کو رکھ کر سوچنا ہے۔تم دونوں کا رشتہ اتنا کمزور تو نہیں تھا کہ ایک جھٹکے میں ہی ختم ہو جائے۔"

عارب نے خاموش نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"یہ رشتہ میری طرف سے تھا انابیہ۔اسے نہ کل پروا تھی اور نہ آج کوئی فکر ہے، مستقبل میں تو بالکل بھی نہیں ہو گی۔میں نے اسے اب اس کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔جو مرضی کرے، میں بری الذمہ ہوں۔" اس کے انداز میں گزرے وقتوں کی کوئی چاشنی نہیں تھی۔وہ واقعی لاتعلق ہو گیا تھا۔

"ضروری تو نہیں کہ ہر دفعہ الفاظ سے محبت جتائی جائے۔"

"ہاں مگر اعمال سے ضرور جتائی جا سکتی ہے۔"

انابیہ خاموش رہ گئی۔

"تم آرام کرو، میں کچھ دیر تک آجاؤں گا۔" عارب نے نرمی سے کہا تو وہ سر جھٹک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ایک تاسف بھری نگاہ اس پر ڈالتی پلٹ گئی۔

عارب کی سیاہ آسمان پر جمی نگاہوں میں زخمی پن اتر آیا۔وہ چند پل وہیں بیٹھا رہا جب موبائل بجنے لگا۔اس نے بیزاری سے جلتی بجھتی اسکرین پر انجان نمبر کو دیکھا پھر سبز نشان دبا کر کال پک کر لی۔

"ہم رمز کو سلام۔"

www.novelsclubb.com

عارب عمر کو یکدم سب سن ہوتا محسوس ہوا۔وہ اتنا گنگ رہ گیا تھا کہ کچھ بول ہی نہ سکا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ تمہیں اتنی بے یقینی ہو گی۔" سینکڑوں میل دور زیان اپنے کمرے کی بالکونی کی ریلنگ سے ٹیک لگائے اداسی سے مسکرایا۔

"بے یقینی؟" عارب کے اندر کوئی جوار بھاٹا پکنے لگا۔ وہ دو ہفتوں بعد اس کی آواز سن رہا تھا، نجانے کیوں غصہ ابلنے لگا۔

"تو یہ بے یقینی میرے اندر ڈالی کس نے تھی؟" اس نے درشتی سے کہا۔

زیان ویسے ہی خاموش رہا۔ اسے عارب کے اندر ابلتے لاوے کا احساس تھا۔

"پچھلے دو ہفتوں سے تمہارے پیچھے خوار ہو رہا ہوں۔ جب تمہارا دل کرے گا تم غائب ہو جاؤ گے اور جب چاہو گے کہانی میں آ جاؤ گے؟ نہیں زیان ارتضی، ایک دفعہ اگر اپنی راجدھانی چھوڑ دی جائے تو پھر وہاں کوئی جگہ نہیں بچتی۔" وہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

"چودہ دنوں میں میری جگہ ختم ہو گئی؟" وہ زخمی سا مسکرایا تھا۔

"تم نے خود حالات کو اس نہج پر لا کھڑا کیا ہے۔ یہ جن کو تم اپنے پیچھے چھوڑ کر گئے تھے نا، ایک لمحے کے لئے بھی کسی کو چین نہیں تھا۔ مگر تمہیں کیا فرق پڑتا ہے؟

www.novelsclubb.com

سب کے احساسات اور جذبات جائیں بھاڑ میں۔بس تم ہو اور تمہاری انا۔میں نے، زیان، تمہیں ہر موقعے پر یقین دلایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ایک بار تو مجھ پر بھروسہ کرتے۔لیکن تم نے مجھے بھائی تو دور دوست تک نہیں سمجھا تھا۔غلطی بھی میری ہی ہے۔"

زیان کی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔وہ جانتا تھا کہ ابھی اس کی کوئی وضاحت کام نہیں کرے گی۔لب کاٹتے ہوئے وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔آنکھوں میں بے بسی تھی۔

"میں نے اپنی وفا اور دوستی غلط جگہ انویسٹ کی۔لیکن کوئی بات نہیں، سبق سیکھ ہی لیا ہے۔اب تم جو مرضی کرو، مجھے پروا نہیں ہے۔واپس آنا ہے تو موسٹ ویلکم، غائب رہنا ہے، تمہاری مرضی۔"

"اگر میں کہوں کہ میں نے تمہارے لئے کال کی ہے تو؟" کچھ پلوں بعد وہ آہستگی سے بولا۔

عارب لاجواب رہ گیا مگر پھر سر جھٹک دیا۔اس بے حس انسان کے لئے اسے بھی پتھر ہی بننا تھا۔

"تو میں یقین نہیں کروں گا۔یہی سمجھتے تھے نا تم کہ مجھے تم پر بھروسہ نہیں ہے۔اب مجھے واقعی نہیں ہے۔"اس کا لہجہ درشت تھا لیکن کچھ تھا جس نے اس پل دل کو کاٹ دیا۔

زیان کی نگاہوں میں زخمی پن اتر آیا۔اس نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔چند لمحے خاموشی میں پگھل گئے۔

"اپنا خیال رکھنا۔"آہستگی سے کہہ کر کال کاٹ دی۔

عارب موبائل کی اسکرین کو دیکھ کر رہ گیا۔حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا۔وہ سخت ہو گیا تھا،وہ جانتا تھا۔لیکن مقابل کو کوئی وضاحت تو دینی چاہیے تھی۔کوئی حجت،کوئی بہانہ،کوئی گلہ۔کچھ بھی نہیں۔

اس نے واقعی اپنی وفا اور دوستی غلط جگہ انویسٹ کی تھی۔

*****

اگلی قسط:

"میں کیوں جیلس ہوں گی؟ اچھا ہے، آپ کا بیٹا آپ کا فخر بن رہا ہے۔"

"تم جیسے بیٹوں کی مائیں یونہی تنہا رہ جاتی ہیں۔"

"تمہارے گرنے کا یہی لیول رہ گیا تھا کہ تم نے اپنی بہن کو بھی اس میں گھسیٹ لیا۔ تف ہے تم پر۔"

www.novelsclubb.com

"کاش کہ میں آپ کا بیٹا نہ ہوتا۔"

جاری ہے۔

اگلی قسط آئندہ ماہ، ان شاءاللہ۔